

نَصْرَ اللّٰهِ اَمْرٌ اَسْمَعُ مَنَاحِدِيْنَا فَحَقَّقْهُ حَتّٰى يَبْلُغَهُ

ماہنامہ

الحديث

حضرو


100

ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ / محرم ۱۴۳۴ھ
نومبر، دسمبر ۲۰۱۲ء

مدیر
عالمگیری شانی

شیعہ کی پیش کردہ چند روایات کا تحقیقی جائزہ
ختم نبوت پر چالیس دلائل
قادیانیوں کی مستدل مردود روایات اور ان کا رد
آل دیوبند کے مجروح راوی اور دوغلی پالیسیاں
رسول اللہ ﷺ کی آخری زندگی کا عمل: رفع یدین

مکتبہ التجارِ حدیث
حضرو، انک: پاکستان



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



معاونین

حافظ ندیم ظہیر
ابو خالد شاہر
ابو جابر عبداللہ دامانوی

اَللّٰهُ تَزَوَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ

ماہنامہ
الحديث
ہجرو

نصر اللہ امرأ سمع منا حديثاً فحفظه حتى يبلغه

جلد: 9 ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ محرم ۱۴۳۴ھ شمارہ: 11، 12

نمبر، دسمبر ۲۰۱۲ء

اس
شمارے میں

- فقہ الحديث..... حافظ زبیر علی زئی 2
- توضیح الاحکام..... حافظ زبیر علی زئی 10
- ختم نبوت پر چالیس دلائل..... حافظ زبیر علی زئی 22
- قادیانیوں کی مستدل مردود روایات اور ان کا رد
- حافظ زبیر علی زئی 48
- آل دیوبند کے مجروح راوی اور دغلی پالیسیاں
- محمد زبیر صادق آبادی 64
- رسول اللہ ﷺ کی آخری زندگی کا عمل: رفع یدین
- حافظ زبیر علی زئی 83
- فہرست مضامین ماہنامہ ”الحديث“ ۲۰۱۲ء
- محمد قاسم برہ زئی 93
- اشانہ الحديث کا سوواں شمارہ (۱۰۰)..... حافظ زبیر علی زئی 98

قیمت

فی شمارہ : 50 روپے
سالانہ : 300 روپے
علاوہ محصول ڈاک
پاکستان: مع محصول ڈاک
400 روپے

خط کتابت

مکتبہ الحديث

حضرت ضلع انک

ناشر حافظ شیر محمد

0300-5288783

مقام اشاعت

مکتبہ الحديث

حضرت ضلع انک

برائے رابطہ

0302-5756937

انصاء المصائب

انصاء المصائب في تحقيق مشكوة المصائب

۲: باب آداب الخلاء

قضائے حاجت کے آداب کا بیان

الفصل الأول

۳۲۴) عن أبي أيوب الأنصاري قال قال رسول الله ﷺ : ((إذا أتيتم الغائط

فلا تستقبلوا القبلة ، ولا تستدبروها ، ولكن شرقوا أو غربوا.))

متفق عليه۔ قال الشيخ الإمام محيي السنة رحمه الله : هذا الحديث في

الصحراء ، وأما في البنيان ، فلا بأس لما روي :

ابوأيوب الانصاري (رضي اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم قضائے

حاجت کے لئے جاؤ تو قبلے کی طرف نہ رخ کرو اور نہ پیٹھ کرو، لیکن (مدینے میں) مشرق یا

مغرب کی طرف رخ کرو۔

متفق علیہ (صحیح بخاری: ۳۹۴، صحیح مسلم: ۵۹/۲۶۴)

شیخ امام محی السنہ (البعوی) رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث صحراء (بیابان اور جنگل) کے

بارے میں ہے اور اگر عمارتوں میں ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ عبد اللہ بن عمر

(رضی اللہ عنہ) کی حدیث سے ثابت ہے۔ (مصائب السنہ: ۲۲۶، دیکھئے ج ۳۳۵)

فقہ الحدیث:

۱: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے صرف پیٹھ پھیرنا ثابت ہے، لہذا امام بغوی

کے قول کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ قضائے حاجت میں صحراء، بیابان اور جنگل میں قبلے کی



طرف پیٹھ پھیرنا جائز نہیں اور اگر عمارتوں، آبادیوں اور بند لڑینوں میں ہوں تو پیٹھ پھیرنا جائز ہے۔

اس قول کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ امام بغوی کے نزدیک قضائے حاجت کے دوران میں صحراء وغیرہ میں قبلہ کی طرف رخ کرنا جائز نہیں اور عمارتوں میں جائز ہے۔

یہ دوسرا مطلب ہمارے خیال میں صحیح نہیں۔ واللہ اعلم
۲: قضائے حاجت کے دوران میں قبلہ (مکہ مکرمہ) کی طرف رخ کرنا یا پیٹھ پھیرنا دونوں طرح سے ممنوع ہے تاہم بعض صحیح احادیث سے پیٹھ پھیرنے کا جواز ملتا ہے، لہذا شدید مجبوری یا شرعی عذر کی وجہ سے رفع حاجت کے دوران میں قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا جائز ہے۔

۳: دین اسلام مکمل دین ہے جس میں زندگی کے ہر مسئلے کا حل موجود ہے۔
۴: مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرنے کا حکم اہل مدینہ کے لئے ہے، کیونکہ ان کے مشرق اور مغرب کی طرف قبلہ نہیں۔ رہے ہندوستان، پاکستان اور افغانستان وغیرہ ممالک تو وہاں مغرب کی طرف رخ کرنا قبلہ کی طرف رخ کرنا ہے، لہذا ان علاقوں کے لوگ شمال اور جنوب کی طرف رخ کریں گے اور اس طرح وہ قبلہ کی طرف رخ کرنے یا پیٹھ پھیرنے سے بچ سکتے ہیں۔

۵: حدیث کے تمام الفاظ، اسباب اور سلف صالحین کی تشریحات کو ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہئے۔

۳۲۵) عن عبد اللہ بن عمر قال: ارتقيت فوق بيت حفصة لبعض حاجتي، فرأيت رسول الله ﷺ يقضي حاجته مستدبر القبلة مستقبل الشام. متفق عليه.
عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں (اپنی بہن) حفصہ کے گھر کی چھت پر کسی کام کی وجہ سے چڑھا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ قبلہ کی طرف پیٹھ کئے ہوئے (اور) شام کی طرف رخ کئے ہوئے قضائے حاجت فرما رہے تھے۔



متفق علیہ (صحیح بخاری: ۱۲۸، صحیح مسلم: ۶۲/۲۶۶)

[یہ روایت موطاً امام مالک (روایت کیجی ۱/۱۹۳-۱۹۴ ح ۴۵۷، روایت ابن القاسم: ۵۰۲) میں بھی موجود ہے۔]

فقہ الحدیث:

۱: اسی حدیث کی دوسری سند میں آیا ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”قاعداً علی لبنتين“، یعنی میں نے آپ ﷺ کو دیکھا... آپ دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

(صحیح بخاری: ۱۴۹)

معلوم ہوا کہ قضائے حاجت (پیشاب وغیرہ) بیٹھ کر کرنا چاہئے۔ یاد رہے کہ اگر کوئی شرعی عذر ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بھی جائز ہے، بصورت دیگر ممنوع ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ثلاث من الجفاء: أن يبول الرجل قائماً...))

تین چیزیں ظلم میں سے ہیں: (اول) یہ کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے...

(كشف الاستار عن زوائد البراءات ح ۲۶۶/۱ و ۵۴۷ وسند حسن)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے میں مسلمان ہوا ہوں میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ (كشف الاستار ح ۱۳۰/۱ و ۲۴۴ وسند صحیح)

۲: اگر چھت پر چڑھنے سے پڑوسیوں کے ہاں پردہ مجروح نہ ہو اور ان کی ناراضی یا کسی شرعی مخالفت کا ڈر نہ ہو تو ان کی اجازت کے بغیر بھی اپنے گھر کی چھت پر چڑھا جا سکتا ہے ورنہ ایسا کام اجازت کے بغیر جائز نہیں۔

۳: ثابت ہوا کہ ضرورت کے وقت قضائے حاجت کے دوران میں قبلے کی طرف پیٹھ پھیرنا جائز ہے۔

۴۲۶) وعن سلمان ، قال : نهانا - يعني رسول الله ﷺ - أن نستقبل القبلة لغائط أو بول ، أو أن نستنجي باليمين ، أو أن نستنجي بأقل من ثلاثة أحجار ، أو أن نستنجي برجيع أو بعظم . رواه مسلم .



اور سلمان (فارسی رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پاخانے یا پیشاب کی حالت میں قبلے کی طرف رُخ کرنے سے منع فرمایا، دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا، تین ڈھیلوں سے کم کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا اور گوبر یا ہڈی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔

اسے مسلم (۲۶۲/۵۷) نے روایت کیا ہے۔

فقہ الحديث:

- ۱: قبلے کی طرف رُخ کر کے قضائے حاجت (پاخانہ یا پیشاب) کرنا ممنوع ہے۔
- ۲: استنجا صرف بائیں ہاتھ سے کرنا چاہئے، الا یہ کہ کوئی شرعی عذر ہو مثلاً کسی کا بایاں ہاتھ کٹا یا ٹوٹا ہوا ہو یا بیمار ہو۔
- ۳: اگر مٹی سے استنجا کیا جائے تو تین ڈھیلوں سے کم استعمال کرنا جائز نہیں اور اگر پانی سے استنجا کیا جائے تو بہتر یہ ہے کہ کم از کم تین دفعہ پانی بہایا جائے۔
- ۴: گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنا جائز نہیں۔
- ۵: کاغذ اور قیمتی چیزوں سے استنجا کرنا بھی جائز نہیں، تاہم وہ ٹشو پیپر جو خاص طور پر قضائے حاجت اور صفائی کے لئے بنائے جاتے ہیں، ان سے استنجا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم

۶: مزید فوائد کے لئے دیکھئے آنے والی حدیث: ۳۷۰

(۳۲۷) وعن أنس قال: كان رسول الله ﷺ: إذا دخل الخلاء يقول:

((اللهم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث.)) متفق عليه.

اور انس (بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں (قضائے حاجت کے لئے) داخل ہوتے تو فرماتے: اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں اور خبیث جنیوں (کے شر) سے۔

متفق علیہ (صحیح بخاری: ۱۴۲، صحیح مسلم: ۱۲۲/۳۷۵)

فقہ الحدیث:

- ۱: قضائے حاجت کے لئے جانے سے پہلے مذکورہ دعا ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبَکَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ)) پڑھنی چاہئے، تاکہ انسان ہر قسم کے شر سے محفوظ رہے۔
- ۲: جنات کا وجود برحق ہے اور اس کا انکار منکرین حدیث کی صریح گمراہی ہے۔
- ۳: اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد رکھنا چاہئے۔
- ۴: نیز دیکھئے آنے والی حدیث: ۳۵۷

۳۲۸) و عن ابن عباس قال : مر النبي ﷺ بقبرین، فقال : ((إنهما لیعذبان، و ما یعذبان فی کبیر، أما أحدهما فکان لا یستتر من البول .)) و فی روایة لمسلم : ((لا یستنزه من البول - ، و أما الآخر فکان یمشی بالنمیمة .)) ثم أخذ جريرة رطبة ، فشقها بنصفین، ثم غرز فی کل قبر واحدة. قالوا : یا رسول الله ! لم صنعت هذا؟ فقال: ((لعله أن یخفف عنهما ما لم یبیس .)) متفق علیه .

اور ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور (تمہارے خیال میں) کسی بہت بڑی بات میں عذاب نہیں ہو رہا: ایک تو پیشاب کے وقت پردہ نہیں کرتا تھا۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ وہ (اپنے) پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلیاں کھاتا پھرتا تھا۔

پھر آپ نے (کھجور کی) ایک تازہ ٹہنی لی اور اس کے دو ٹکڑے کئے پھر ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہو سکتا ہے کہ جب تک یہ ٹہنیاں نہ سوکھیں تو ان کے عذاب میں کمی کر دی جائے۔ متفق علیہ (صحیح بخاری: ۲۱۶، صحیح مسلم: ۲۹۲/۱۱۱)

فقہ الحدیث:

- ۱: عذاب قبر برحق ہے اور اس کا انکار صریح گمراہی ہے۔

- ۲: گناہ گار مسلمان کو بھی عذاب ہو سکتا ہے۔
۳: پیشاب کے قطروں سے نہ بچنا حرام اور باعثِ عذاب ہے۔
۴: چغلی کھانا حرام اور باعثِ عذاب ہے، بلکہ ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔

۵: قبروں پر ٹھنیاں لگانا اور مرنے والوں کے عذاب میں تخفیف ہو جانے کا کریم ﷺ کا معجزہ اور برکت ہے، تاہم اس سے استدلال کر کے اگر کوئی شخص قبر پر ہری ٹھنی گاڑ دیتا ہے تو اس عمل کو بدعت قرار دینا غلط ہے۔ (نیز دیکھئے صحیح بخاری قبل ج ۱۳۶۱)

یاد رہے کہ قبروں پر چادریں ڈالنا، پھول بچھنا اور کرنا، دیئے جلانا اور اس قسم کے تمام امور جو قبر پرست سرانجام دیتے ہیں، بدعتِ سیئہ اور ناجائز ہیں۔

۶: جب مسئلہ معلوم نہ ہو تو ادب و احترام کے ساتھ پوچھ لینا چاہئے۔
۷: رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جن غیبی امور کی اطلاع دی تھی، وہ آپ جانتے تھے اور عذابِ قبر غیب میں سے ہے۔

۸: اس حدیث میں انسان کا پیشاب مراد ہے، جیسا کہ ”لا یستنزہ من بولہ“ کے الفاظ سے ثابت ہے۔ دیکھئے السنن المجتبیٰ للنسائی (۳۱ و سندہ صحیح)

۴۲۹) و عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ: ((اتقوا اللاعنين))

قالوا: و ما اللاعنان يا رسول الله ؟

قال: ((الذي يتخلى في طريق الناس أو في ظلهم))

رواه مسلم .

اور ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو لعنت والے کاموں سے بچو۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! وہ لعنت والے دو کام کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: لوگوں کے راستے یا ان کے سایہ دار (درخت وغیرہ) کے نیچے قضائے حاجت کرنا۔

اسے مسلم (۲۶۹/۶۸) نے روایت کیا ہے۔

فقہ الحدیث:

۱: لعنت والے کام سے مراد یہ ہے کہ جو شخص راستے سے گزرتا ہے، یا درخت اور سائے کے نیچے بیٹھنا چاہتا ہے لیکن دیکھتا ہے کہ وہاں تو نجاست پڑی ہے، کسی نے پاخانہ کر رکھا ہے تو وہ کہتا ہے: اللہ اس شخص پر لعنت کرے جس نے راستے یا سایہ دار جگہ کو خراب کر دیا ہے۔

۲: راستے یا سایہ دار جگہ پر قضائے حاجت کرنا حرام ہے اور یہ ان لوگوں کا کام ہے جن پر لعنت برستی رہتی ہے۔

۳: ہر وہ کام ناجائز ہے جس سے عام لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے مثلاً راستے پر کوڑا کرکٹ اور تکلیف دہ اشیاء پھینکنا حرام ہے۔

۴: صحیح مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے صحیح العقیدہ مسلمان محفوظ رہیں۔

۵: اگر کسی شخص کو چلتے ہوئے پیشاب آجائے تو راستے کے بالکل کنارے پر پیشاب کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس سے لوگوں کو تکلیف نہ ہو، پردے کا مکمل انتظام ہو اور پیشاب کی چھینٹوں سے پورے طور پر بچنا ممکن ہو۔

۳۴۰) و عن أبي قتادة قال قال رسول الله ﷺ: ((إذا شرب أحدكم فلا يتنفس في الإناء، وإذا أتى الخلاء، فلا يمس ذكره بيمينه، ولا يتمسح بيمينه.)) متفق عليه. اور ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص (پانی وغیرہ) پئے تو برتن میں پھونکیں نہ مارے اور جب قضائے حاجت کے لئے جائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے اپنا آلہ تناسل نہ چھوئے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔ متفق علیہ (صحیح بخاری: ۱۵۳، صحیح مسلم: ۶۳/۲۶۷)

فقہ الحدیث:

۱: پانی یا مشروب پیتے وقت تین سانس لینا یعنی تین سانسوں میں پینا مسنون ہے، جیسا

کہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے، لیکن پیتے وقت برتن میں پھونکیں مارنا ممنوع ہے۔
۲: دائیں ہاتھ سے (اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو تو) شرمگاہ کو چھونا منع ہے۔
۳۶۱) و عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ: ((من توضأ فليستنثر ، و من استجمر فليوتر .)) متفق عليه .

اور ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے اور جو استنجا کرے تو طاق دفعہ (ڈھیلے یا پانی استعمال) کرے۔
متفق علیہ (صحیح بخاری: ۱۶۱، صحیح مسلم: ۲۳۷/۲۲)
فقہ الحديث:

۱: وضو کے دوران میں ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے۔
۲: استنجا کرتے وقت طاق عدد کو مد نظر رکھنا چاہئے۔
۳۶۲) و عن أنس قال : كان رسول الله ﷺ يدخل الخلاء ، فأحمل أنا و غلام إداوة من ماءٍ و عنزة يستنجي بالماء . متفق عليه .
اور انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (قضائے حاجت کے لئے) بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن اور چھوٹا نیزہ لے جاتے، آپ پانی سے استنجا کرتے تھے۔
متفق علیہ (صحیح بخاری: ۱۵۰، صحیح مسلم: ۲۷۱/۷۰)

فقہ الحديث:

۱: پانی سے استنجا کرنا بہتر ہے جیسا کہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔
۲: شاگرد کا استاد کی خدمت کرنا، لوٹالے کر استاد کو وضو کروانا بہت نیکی کا کام ہے۔
۳: اسلحہ ساتھ رکھنا سنت ہے۔
۴: حفاظتی تدابیر اختیار کرنا جائز ہے۔
۵: گھروں میں اور متعلقہ مقامات پر بیت الخلاء (لیٹرینیں) بنانا جائز ہے۔



شیعہ کی پیش کردہ چند روایات کا تحقیقی جائزہ

﴿سوال﴾ شیخ صاحب! شیعہ حضرات کی طرف سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مختلف قسم کے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان اعتراضات کی وجہ سے عام افراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق بدگمانی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان اعتراضات کا علمی انداز میں جواب دیا جائے، تاکہ جو لوگ حق کے متلاشی ہیں اور حقائق جاننا چاہتے ہیں وہ اندھیرے میں نہ رہیں۔ ذیل میں کچھ روایات کا ذکر کر رہا ہوں جو کہ (شیعہ کی طرف سے) عام طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص میں پیش کی جاتی ہیں:

امید کرتا ہوں کہ آپ ان روایات کا تحقیقی جائزہ لیں گے، تاکہ جہالت اور ظلمت کے بادل چھٹ جائیں۔ جزاکم اللہ خیراً

۱: صحیح بخاری (۴۲۴۰-۴۲۴۱، ۶۷۲۶) کی ایک روایت۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئیں اور وفات تک بات نہ کی۔ براہ مہربانی مختلف روایات کی روشنی میں اس ناراضی کی حقیقت کو واضح کیجئے!

۲: کیا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بعد میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گئیں؟

السنن الکبریٰ للبیہقی (۳۰۰/۶-۳۰۱) کی اس روایت کی اسنادی حیثیت کیسی ہے؟

۳: کیا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا جاتا تھا؟ صحیح مسلم (۲۴۰۴/۶۲۲۰) کی روایت کی کیا توجیہ ہے؟

☆ ریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ (۲۶۲/۱) میں یہ الفاظ ہیں: ”عن سعید قال:

أمر معاویۃ سعداً أن یسب أبا تراب.“ کیا یہ روایت سنداً صحیح ہے؟

۴: البدایہ والنہایہ (۷/۳۷۷) میں موجود ایک روایت۔

”وقال أبو زرعة الدمشقي: حدثنا أحمد بن خالد الوهبي أبو سعيد: ثنا محمد بن إسحاق عن عبد الله بن أبي نجيح عن أبيه ... ثم ذكر علي بن أبي طالب فوقع فيه ...“ کی سند کیسی ہے؟

۵: سنن ابن ماجہ (۱۲۱) میں موجود الفاظ: ”فذكروا علياً، فنال منه“ کے الفاظ کے کیا معنی ہوں گے؟

یہ روایت صحیح ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے الصحیحہ (۱۷۵۰) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ سندھی کی شرح بھی ملحوظ خاطر رہے۔ (دیکھئے شرح سنن ابن ماجہ/۶)

☆ کتاب العقد الفرید (۳/۳۰۰) میں موجود روایت کی حیثیت اور اس کتاب کی حیثیت کیا ہے؟

۶: مسند احمد (۶/۳۲۳ ح ۲۶۷۹۱)

مزید دیکھئے مسند ابی یعلیٰ (۱۲/۴۴۴-۴۴۵)

۷: العبر فی خبر من غبر (۱/۳۵) و ان لا یسب علیاً بحضرتہ کی یہ روایت سنداً صحیح ہے؟

۸: تاریخ ابی الفداء (۱/۲۸۳)، ان لا یشتم علیاً

۹: البدایہ والنہایہ (۸/۱۷)، ان لا یسب علی

۱۰: تاریخ دمشق (۱۳/۲۶۴) ولا یسب علی

امید ہے کہ مندرجہ بالا روایات جو سب علی رضی اللہ عنہ کے متعلق آئی ہیں، ان کا ضرور جائزہ لیں گے۔ (ڈاکٹر عبدالحفیظ سمول، بدین سندھ)

❦ الجواب ❦ ان روایات کی تحقیق، تفصیل اور مفہوم درج ذیل ہے:

۱: صحیح بخاری کی اس حدیث میں آیا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابو بکر (الصدیق رضی اللہ عنہ) سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث مدینہ، فدک اور خیبر کے خمس کا بقیہ حصہ طلب کیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا نورث، ما ترکنا صدقة)) ہماری (انبیاء و رسل کی) وراثت نہیں ہوتی، ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

نیز فرمایا: محمد ﷺ کی آل والے اس مال سے کھا سکتے ہیں اور اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کے صدقات کی حالت کو تبدیل نہیں کروں گا جو نبی ﷺ کے زمانے میں حالت تھی اور میں وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔

اس کے بعد صحیح بخاری میں لکھا ہوا ہے: ”فوجدت فاطمة علیٰ ابی بکر فی ذلك فہجرته فلم تکلمہ حتی توفیت، وعاشت بعد النبی ﷺ ستة أشهر.“ پس فاطمہ نے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں اس بات کو محسوس کیا تو ان سے جدائی کی اور اپنی وفات تک ان سے (اس کے بارے میں) کوئی کلام نہیں کیا۔ وہ نبی ﷺ کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں۔ (صحیح بخاری: ۴۲۴۰-۴۲۴۱)

اس صحیح حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ سیدنا ابو بکر الصديق رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو اپنی کسی ذاتی وجہ سے باغ فدک وغیرہ دینے سے انکار نہیں کیا تھا بلکہ نبی کریم ﷺ کی صحیح وثابت حدیث پر عمل کیا تھا، لہذا وہ اس مسئلے میں بالکل معذور ہیں۔ اس حدیث کی تحقیق ایک مضمون کی صورت میں پیش خدمت ہے:

انبیاء کی وراثت علم ہے

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا نورث، ما ترکنا صدقة)) ہماری وراثت نہیں ہوتی، ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

(صحیح بخاری: ۴۲۴۰-۴۲۴۱، صحیح مسلم: ۱۷۵۹، دار السلام: ۴۵۸۰)

اس حدیث کی مختصر و جامع تخریج و تحقیق درج ذیل ہے:

(۱) سیدنا ابو بکر الصديق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”((لا نورث، ما ترکنا صدقة)) إنما يأکل آل محمد ﷺ في هذا المال،

و اني والله! لا أغير شيئاً من صدقة رسول الله ﷺ عن حالها التي كانت عليها في عهد رسول الله ﷺ و لأعملن فيها بما عمل (به) رسول الله ﷺ. “ ہماری وراثت نہیں ہوتی، ہم جو چھوڑ جائیں و صدقہ ہے۔

(ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) محمد ﷺ کی آل والے تو اس مال سے کھائیں گے اور اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کے صدقات میں سے کسی چیز کو بھی اس حالت سے نہیں بدلوں گا جس پر وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھی اور میں ضرور بالضرور وہی عمل کروں گا جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۲۲۳۰-۲۲۳۱، صحیح مسلم: ۱۷۵۹، واللفظ لہ)

۲) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی (بعض) ازواج نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے نبی ﷺ کی میراث میں سے اپنا حصہ مانگا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہماری وراثت نہیں ہوتی، ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے؟

(صحیح بخاری: ۶۷۳۰، صحیح مسلم: ۱۷۵۸، موطأ امام مالک روایہ ابن القاسم: ۴۴، روایہ یحییٰ ۲/۹۹۳ ح ۱۹۳۵) ۳) سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا نورث، ما ترکناہ صدقہ۔)) ہماری وراثت نہیں ہوتی، ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۰۹۴، ۴۰۳۳، صحیح مسلم: ۱۷۵۷)

۴) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا تفتسم ورثتي ديناراً ولا درهماً، ما ترکت بعد نفقة نسائي و مؤنة عاملي فهو صدقة)) میرے ورثاء ایک دینار اور ایک درہم بھی تقسیم میں نہیں لیں گے۔ میری بیویوں کے نان نفقے اور میرے عامل کے خرچ کے بعد میں نے جو بھی چھوڑا وہ سب صدقہ ہے۔

(صحیح بخاری: ۲۷۷۱، صحیح مسلم: ۱۷۶۰، الموطأ روایہ یحییٰ ۲/۹۹۳ ح ۱۹۳۶، روایہ ابن القاسم: ۳۷۲)

۵) سیدنا عبدالرحمن بن عوف، سیدنا عثمان بن عفان، سیدنا زبیر بن العوام اور سیدنا سعد بن

ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس بات کی تصدیق کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ہماری وراثت نہیں ہوتی، ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری: ۴۰۳۳، صحیح مسلم: ۱۷۵۷)

۶) سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دیکھے فقرہ: ۵

۷) سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ دیکھے فقرہ: ۵

۸) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ دیکھے فقرہ: ۵

۹) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری: ۵۳۵۸)

۱۰) سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری: ۵۳۵۸)

۱۱) سیدہ جویریہ بنت الحارث کے بھائی عمرو بن الحارث (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت تر کے میں نہ درہم چھوڑا اور نہ دینار چھوڑا، نہ غلام نہ لونڈی اور نہ کوئی چیز چھوڑی سوائے سفید خچر کے، اسلحے اور کچھ زمین کے جسے آپ نے صدقہ کر دیا تھا۔ (صحیح بخاری: ۲۷۳۹)

اس سے ثابت ہوا کہ اصولِ محدثین پر یہ حدیث متواتر ہے۔

نیز دیکھئے قطف الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ للسیوطی (ح ۱۰۰) نظم المتناثر من الحدیث المتواتر (ح ۲۷۲) اور لقط الکا لی المتناثرۃ فی الاحادیث المتواترہ (ح ۲۶) شیعہ اسماء الرجال کی رو سے صحیح روایت میں آیا ہے کہ ابو عبد اللہ (جعفر بن محمد الصادق) رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وإن العلماء ورثة الأنبياء، إن الأنبياء لم يورثوا ديناراً ولا درهماً ولكن ورثوا العلم فمن أخذ منه أخذ بحظ وافر.)) اور بے شک انبیاء کے وارث علماء ہیں، بے شک نبیوں کی وراثت درہم اور دینار نہیں ہوتی لیکن وہ علم کی وراثت چھوڑتے ہیں، جس نے اسے لے لیا تو اس نے بڑا حصہ لے لیا۔ (الاصول من الکافی للعلینی ج ۱ ص ۳۴ باب ثواب العالم والمستمع ح ۱، وسندہ صحیح عند الشیعہ)

اہل سنت کی متواتر احادیث اور شیعہ کی اس عند الشیعہ صحیح روایت سے ثابت ہوا کہ انبیاء و رسل کی مالی وراثت نہیں ہوتی بلکہ وہ جو کچھ چھوڑ جائیں صدقہ ہے۔ ان کی وراثت علم

کی وراثت ہے اور خوش نصیب ہے وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کے علم کو حاصل کرے، اس پر کماحقہ عمل کرے اور اپنی ساری زندگی کتاب و سنت کے مطابق گزار دے۔

ایک آیت میں آیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام داود علیہ السلام کے وارث ہوئے، اس سے مراد مالی وراثت نہیں بلکہ علم کی وراثت ہے۔ (۱۰/شوال ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۸/اگست ۲۰۱۲ء)
صحیح اور متواتر حدیث کی وجہ سے باغ فدک کا مطالبہ پورا نہ کرنا ایسا شرعی عذر ہے، جس کا کوئی شخص زمانہ تدوین حدیث کے بعد انکار نہیں کر سکتا اور نہ یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

جس حدیث کو سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا زبیر بن العوام، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عباس بن عبدالمطلب وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین نے بیان کیا، اسے کون ”مائی کالال“ ضعیف کہہ سکتا ہے؟!

جب ناراضی کی اصل وجہ ختم ہوئی تو شیعہ کا اعتراض بھی ختم ہو گیا۔
فضیل بن مرزوق الرقاشی الکونی (صدوق شیعہ، وثقہ الجمهور) سے روایت ہے کہ (امام) زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (رحمہ اللہ) نے فرمایا:

”أما أنا فلو كنت مكان أبي بكر رضي الله عنه لحكمت بمثل ما حكم به أبو بكر رضي الله عنه في فدك“ اگر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جگہ ہوتا تو فدک کے بارے میں اسی طرح فیصلہ کرتا جس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا تھا۔ (اسنن الکبریٰ للبیہقی ۳۰۲/۶، کتاب الاعتقاد ص ۴۹، دلائل النبوة للبیہقی ۷/۲۸۱ ح ۳۳۳۸، فضائل الصحابة للدرقطنی ۴۶، وسندہ حسن)
فضیل بن مرزوق تک سند صحیح ہے اور وہ جمهور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث راوی ہیں۔

امام ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین الباقر رحمہ اللہ نے فرمایا: ”من جهل فضل أبي بكر و عمر رضي الله عنهما فقد جهل السنة“ جس شخص کو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل معلوم نہیں تو وہ شخص سنت سے جاہل ہے۔ (کتاب الشریعہ للآجری ص ۸۵۱ ح ۱۸۰۳، وسندہ حسن)

اور انھوں نے اپنی بیماری کی حالت میں فرمایا: ”اللهم اني أتولى أبا بكر و عمر و أحبهما، اللهم إن كان في نفسي غير هذا فلا نالني شفاعه محمد ﷺ يوم القيامة.“ اے اللہ! میں ابوبکر و عمر کو اپنا ولی مانتا ہوں اور ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر میرے دل میں اس کے خلاف کوئی دوسری بات ہو تو قیامت کے دن مجھے محمد ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو۔ (تاریخ دمشق ابن عساکر ۵/۲۲۳ و سندہ حسن)

امام جعفر بن محمد الصادق رحمہ اللہ نے فرمایا: ”برئ اللہ ممن تبرأ من أبي بكر و عمر“ اللہ اس شخص سے بری ہے جو شخص ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) سے بری ہے۔

(فضائل الصحابة لمام احمد بن حنبل ۱/۱۶۰ ح ۱۴۳، و سندہ صحیح)

سیدنا ابو الطفیل عامر بن واثلہ البلیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بلایا (اور فرمایا:) ”أنت ورثت رسول اللہ ﷺ أم أهله؟“ کیا رسول اللہ ﷺ کے وارث آپ ہیں یا آپ کے گھر والے؟ انھوں نے جواب دیا: (میں) نہیں بلکہ آپ کے گھر والے ہیں۔

فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: پھر رسول اللہ ﷺ کے مال غنیمت والا حصہ کہاں ہے؟ تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((إن الله عز وجل إذا أطعم نبياً طعمته ثم قبضه جعله للذي يقوم من بعده.)) بے شک اللہ تعالیٰ جب اپنے نبی کو (مال غنیمت میں سے) کچھ نصیب فرماتا ہے پھر اس نبی کی روح قبض کر لیتا ہے تو اسے ان کے جانشین کے کنٹرول میں دے دیتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مال کو تمام مسلمانوں میں تقسیم کر دوں۔

فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: ”فأنت و ما سمعت من رسول الله ﷺ أعلم“

پس آپ اور آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے زیادہ جانتے ہیں۔

(مسند احمد ۴/۱۴۳، و سندہ حسن)

بیہقی کی روایت میں یہ اضافہ ہے: ”ثم رجعت“ پھر (فاطمہ رضی اللہ عنہا) واپس چلی

گئیں۔ (السنن الکبریٰ ۶/۳۰۳ وسندہ حسن)

یہ روایت بہت زیادہ مختصر ہے اور صحیح بخاری وغیرہ کی احادیث کے ساتھ ملا کر اس کا یہ مطلب بنتا ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کی کوئی وراثت ہوتی تو آپ کے اہل (بیویاں اور بیٹیاں) سب سے زیادہ اس کی وارث ہوتیں۔ تاہم اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رجوع کر لیا تھا، لہذا ناراضی ختم ہو گئی۔

۲: آپ نے جس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے، غالباً وہ درج ذیل روایت ہے:

”إسماعيل بن أبي خالد عن الشعبي قال: لما مرضت فاطمة رضي الله عنها أتاها أبو بكر الصديق رضي الله عنه فاستأذن عليها فقال علي رضي الله عنه: يا فاطمة! هذا أبو بكر يستأذن عليك؟ فقالت: أتحب أن أذن له؟ قال: نعم، فأذنت له فدخل عليها يترضاها وقال: والله ما تركت الدار والمال والأهل والعشيرة إلا ابتغاء مرضاة الله ومرضاة رسوله ومرضاتكم أهل البيت، ثم ترضاها حتى رضيت.“ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۶/۳۰۱ وقال: ”هذا مرسل حسن بإسناد صحيح“، کتاب الاعتقاد للبیہقی ص ۴۹۶، دلائل النبوة ۷/۲۸۱ ح ۳۳۳۷، طبقات ابن سعد ۸/۲۷)

اسی روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

(۱) اسماعیل بن ابی خالد ثقہ ہونے کے ساتھ مدلس راوی ہیں۔

حاکم نیشاپوری نے انھیں مدلس کہا۔ (المذلل الی الاکلیل ص ۴۶)

انھیں حافظ ابن حجر (طبقة ثانیة) علائی، ابوزرعة ابن العرقی، حلبی، ابو محمود المقدسی اور سیوطی نے مدلسین میں شمار کیا۔

(طبقات المدلسین ۲/۳۶، جامع التحصیل ص ۱۰۵، کتاب ابی زرعة ابن العرقی ۳: حلبی ص ۱۴)

امام عجل نے ان کی توثیق کے بعد فرمایا: ”ربما أرسل الشيء عن الشعبي فإذا وقف أخبر“ وہ بعض اوقات یا اکثر اوقات شععی سے مرسل روایتیں بیان کرتے (یعنی تدلیس کرتے تھے) پھر جب انھیں روکا جاتا تو (اصل راوی کا نام) بتا دیتے تھے۔

(تاریخ الاسلام للذہبی ۶۸/۹، الثقات یعنی تاریخ النجاشی: ۸۷)

اس قول میں تدلیس پر ارسال کا لفظ لغوی طور پر استعمال ہوا ہے، لہذا ثابت ہوا کہ امام عجل کے نزدیک اسماعیل بن ابی خالد رحمہ اللہ امام شعی رحمہ اللہ سے بعض اوقات یا اکثر اوقات تدلیس کرتے تھے۔
(۲) یہ سند مرسل یعنی منقطع ہے۔

بطور فائدہ عرض ہے کہ مسند احمد کی ایک روایت میں آیا ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس تشریف لے گئیں تو فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا کہ میں آپ کی اہل میں سے سب سے پہلے آپ سے جا ملوں گی۔

(ج ۶ ص ۲۸۳، موسوعہ حدیثیہ ۱۹/۲۲، ح ۲۶۲۰، رجالہم طہم محمد نافع ج ۱ ص ۱۳۴)

اس کی سند منقطع ہے۔ جعفر بن عمرو بن امیہ نے نہ تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا اور نہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت وہ موجود تھے۔

فقہ نمبر ۱ کے تحت مسند احمد (۱/۱۴ ح ۱۴) والی حدیث سے یہ ظاہر ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ پر اعتراض سے رجوع کر لیا تھا، یعنی ان کا راضی ہو جانا صحیح ہے، لہذا ناراضی والی روایت منسوخ ہے۔ واللہ اعلم

۳: یہ تو صحیح ہے کہ سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں (بنو امیہ کی طرف سے) سب کیا جاتا تھا یعنی برا بھلا کہا جاتا تھا لیکن خود سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ سب و شتم کہنا ثابت نہیں۔

اس سلسلے میں ریاض النضرۃ نامی کتاب کی روایت بے سند و بے حوالہ ہے۔
صحیح مسلم وغیرہ میں ”أمر معاویہ بن أبي سفيان سعداً“ کے الفاظ ہیں یعنی معاویہ بن ابی سفیان نے سعد کو حکم دیا تھا۔ (ترقیم دارالسلام: ۶۲۲۰)

کیا حکم دیا تھا؟ اس کی صراحت کہیں نہیں اور عین ممکن ہے کہ مجلس میں یہ حکم دیا ہو کہ میرے قریب آ کر بیٹھ جائیں۔

محمد بن خلیفہ الوثنانی الابی اور قاضی عیاض المالکی کی عبارات میں یہ صراحت موجود ہے کہ اس روایت میں یہ صراحت نہیں کہ امیر معاویہ نے سب و شتم کا حکم دیا تھا۔

(اکمال اکمال المعلم ۸/۲۲۸، اکمال المعلم ۷/۴۱۵)

ریاض النضرۃ والی روایت تو باطل و مردود ہے۔

ابوالعباس احمد بن عبد اللہ بن محمد: محب الدین الطبری المکی (م ۶۹۴ھ) کی یہ کتاب: ریاض النضرۃ ایک غیر مستند اور ناقابلِ حجت کتاب ہے، الایہ کہ کسی خاص روایت کی تحقیق کر کے اس کا صحیح یا حسن ہونا ثابت ہو جائے۔

بے سند کتابوں کے بجائے اصل اور با سند کتابوں کی طرف رجوع کرنا اور پھر ہر روایت کی تحقیق کر کے صحیح و ثابت سے استدلال کرنا ہی ضروری ہے۔

۴: البدایہ والنہایہ والی یہ روایت تاریخ دمشق لابن عساکر (۱۱۹/۴۲) میں بحوالہ تاریخ ابی زرعہ عبد الرحمن بن عمر والد مشقی موجود ہے۔

اس روایت کی سند تین وجہ سے ضعیف و مردود ہے:

(۱) محمد بن اسحاق بن یسار صدوق مدلس ہیں اور سند میں سماع کی تصریح نہیں۔

(۲) عبد اللہ بن ابی شیح ثقہ مدلس ہیں اور یہ سند عن سے ہے۔

ذکرہ ابن حجر فی المدلسین (۳/۷۷)

(۳) ابوشیح یسار المکی کی سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں، یعنی یہ سند منقطع ہے۔

۵: سنن ابن ماجہ (۱۲۱) اور مصنف ابن ابی شیبہ (۱۲/۶۱ ح ۳۲۰۶۹) والی روایت کی سند درج ذیل ہے:

”عبد الرحمن بن سابط عن سعد بن أبي وقاص...“

اس سند کے بارے میں شیخ البانی نے لکھا ہے: ”قلت: وإسناده صحيح“

(الصحیح ۴/۳۳۵ ح ۱۷۵۰)

حالانکہ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: عبد الرحمن بن سابط نے سعد بن ابی وقاص سے (کچھ) نہیں سنا۔ (تاریخ ابن معین: ۳۶۵، کتاب المراسیل لابن ابی حاتم ص ۱۲۸، فقرہ: ۴۵۹)
یعنی یہ سند منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس منقطع روایت کو ”وإسناده صحيح“ کہنا بہت عجیب و غریب ہے۔

تنبیہ: راقم الحروف نے سنن ابن ماجہ کی اس روایت کو منقطع قرار دینے کے بعد شواہد کی وجہ سے ”صحیح“ قرار دیا تھا، حالانکہ شواہد میں ”فصال منه“ کا نام و نشان تک نہیں، لہذا یہ روایت صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہے اور اس روایت کے بارے میں سنن ابن ماجہ کی سابقہ تحقیق منسوخ ہے۔

اس بارے میں روایت کے ضعیف ثابت ہونے کے بعد شیخ سندھی کی تشریح (ج ۱ ص ۵۸) کی کوئی حیثیت نہیں۔

☆ ابن عبد ربہ اللاندی (۳۲۸ھ) کی کتاب العقد الفرید (۳/۳۰۰، دوسرا نسخہ ۵/۱۱۵، شاملہ) والی روایت بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔
یہ ساری کتاب (العقد الفرید) مشکوک و ناقابل اعتبار ہے۔

(نیز دیکھئے کتب حدیث رمضا العلماء ج ۲ ص ۴۴-۴۵)

۶: مسند احمد (۶/۳۲۳ ح ۲۶۷) کی روایت درج ذیل ہے:

”إسرائيل عن أبي إسحاق عن أبي عبد الله الجدلي قال: دخلت على أم سلمة فقالت لي: أيسب رسول الله ﷺ فيكم؟ قلت: معاذ الله أو سبحان الله أو كلمة نحوها، قالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من سب علياً فقد سبني“ (نیز دیکھئے المستدرک ۳/۱۲۱، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۶-۷۷، المعجم الكبير للطبرانی ۳/۳۲۲-۳۲۳ ح ۷۳۷)

اس سند میں ابواسحاق عمرو بن عبد اللہ السبعی مشہور ثقہ مدلس ہیں اور سند عن سے ہے، لہذا ضعیف ہے۔



مسند ابی یعلیٰ (۴۴۴/۱۲ - ۴۴۵ ح ۷۰۱۳) اور المعجم الکبیر (۲۳/۳۲۳ ح ۷۳۸) کی روایت کی سند درج ذیل ہے:

”عیسیٰ بن عبد الرحمن البجلي عن السدي عن أبي عبد الله الجدلي قال قالت أم سلمة ...“

اس کے بارے میں حسین سلیم اسد نے لکھا ہے:

”رجاله ثقات إلا أنه عند منقطع . ما علمت روايه لإسماعيل بن عبد الرحمن السدي عن أبي عبد الله الجدلي فيما اطلعت عليه . والله أعلم“
یعنی یہ سند شبہ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

ان دونوں روایتوں میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے کی صراحت موجود نہیں۔

۷: العبر فی خبر من غمر للذہبی (۱/۳۵ وفیات ۴۱ھ) والی روایت مکمل سند نہ ہونے کی وجہ سے مردود ہے، نیز مذکورہ سند کا راوی مجالد بن سعید الہمدانی بھی عند المجہو ضعیف ہے۔

۸: ابوالفداء (م ۷۳۲ھ) کی بے سند تاریخ (المختصر فی اخبار البشر ۱/۱۸۳) کی روایت بھی بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

۹: البدایہ والنہایہ (۸/۱۷) کی روایت بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

۱۰: تاریخ دمشق لابن عساکر (۱۳/۲۶۴) کی سند میں مجالد بن سعید ضعیف راوی ہے۔
حافظ نور الدین الہیثمی نے فرمایا: ”وضعفه الجمهور“ (مجمع الزوائد ۹/۴۱۶)

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ شیعہ کی پیش کردہ روایات کا بڑا حصہ ضعیف، بے سند و مردود ہے اور صحیح روایات سے وہ مسئلہ ثابت نہیں ہوتا جو وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

ہم پر یہ ضروری ہے کہ تمام صحابہ کرام سے محبت کریں اور ان کے بارے میں کسی قسم کی زبان درازی نہ کریں، بلکہ بہت احتیاط کریں۔ وما علینا إلا البلاغ

(۱۱/شوال ۱۴۳۳ھ بمطابق ۳۰/اگست ۲۰۱۲ء)

حافظ زبیر علی زئی

ختم نبوت پر چالیس دلائل

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على محمد بن عبد الله بن عبد المطلب: رسول الله الأمين وخاتم النبيين أي آخر النبيين ورضي الله عن آله وأصحابه وأزواجه وذريته أجمعين ورحمة الله على التابعين و أتباع التابعين و أتباع أتباع التابعين وهم السلف الصالحين من خير القرون و من تبعهم باحسان إلى يوم الدين ، أما بعد:

قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور اجماع اُمت سے ثابت ہے کہ سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب: رسول اللہ ﷺ آخری نبی اور آخری رسول ہیں، آپ کے بعد قیامت تک نہ کوئی رسول پیدا ہوگا اور نہ کوئی نبی پیدا ہوگا۔

اس متفقہ اور ضروریاتِ دین میں سے اہم ترین عقیدے پر بے شمار دلائل میں سے چالیس (۴۰) دلائل درج ذیل ہیں:

۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن آپ رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں۔ (الاحزاب: ۴۰)

اس آیتِ کریمہ کی تشریح میں مشہور مفسر قرآن امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) نے لکھا ہے:

”بمعنی اُنہ آخر النبيين“ اس معنی میں کہ آپ آخری نبی ہیں۔

(تفسیر طبری، مطبوعہ دار الحدیث القاہرہ مصر ۹/۲۴۴)

اس آیت کی یہ تشریح و تفسیر درج ذیل ائمہ اسلام سے بھی ثابت ہے:

۱: الامام الثقفہ وامیر المومنین فی النحو ابو زکریا یحییٰ بن زید بن عبد اللہ بن منظور الدیلمی



- الاسدي الكوفي النخوي الفراء، صاحب الكسائي (متوفى ٢٠٤ هـ)
- ☆ معاني القرآن للفراء (٣٢٢/٢ مکتبه شامله)
- ٢: امام ونحوي زمانه ابواسحاق ابراهيم بن محمد بن السري بن سهل الزجاج البغدادی (متوفى ٣١١ هـ)
- ☆ معاني القرآن واعرابه للزجاج (٢٣٠/٢ شامله)
- ٣: الامام المفسر ابو بكر محمد بن عزيز (أوعز) البجستاني العزيري (متوفى ٣٣٠ هـ)
- ☆ غريب القرآن للبجستاني (٢١١/١ شامله)
- ٤: العلامة وامام العربية ابو جعفر احمد بن محمد بن اسماعيل بن يونس المرادي النخوي المصري (متوفى ٣٣٨ هـ)
- ☆ اعراب القرآن للنحاس (٣/٢١٤ شامله، نسخ مطبوعه دار المعرفه لبنان ص ٤٤٢)
- ٥: ابوالليث نصر بن محمد بن احمد بن ابراهيم السمرقندي (متوفى ٣٨٥ هـ)
- ☆ تفسير السمرقندي المسمى بحر العلوم (٥٣-٥٢/٣ شامله)
- ٦: العلامة المفسر ابو منصور محمد بن احمد بن الازهر بن طلحه الازهری اللغوی (متوفى ٣٤٠ هـ)
- ☆ معاني القراءات للازهری (٢/٢٨٢ شامله)
- تهذيب اللغة للازهری (٤/١٣٨ شامله)
- ٧: المفسر وامام النحو ابوالحسن علي بن فضال بن علي بن غالب المجاشعي القيرواني التميمي الفرزدقي (متوفى ٤٤٩ هـ)
- ☆ النكت في القرآن الكريم للمجاشعي القيرواني (١/٣٩٢ شامله)
- ٨: الامام المفسر ابوالحسن علي بن احمد الواحدي النيسابوري (متوفى ٣٦٨ هـ)
- ☆ الوسيط في تفسير القرآن المجيد (٣/٢٤٤ شامله)
- ٩: ابونصر اسماعيل بن حماد الجوهري الفارابي (متوفى ٣٩٢ هـ)
- ☆ تاج اللغة وصحاح العربية المسمى الصحاح للجوهري (٢/١٥٥٠، قال: "و خاتمة

الشيء: آخره “

١٠: ابو عبد الرحمن خليل بن احمد الفراهيدي (متوفى ١٧٥هـ)

☆ كتاب العين (ص ٢٣١ قال: ”و خاتمة السورة: آخرها. و خاتم العمل و

كل شيء: آخره “

١١: ابو الحسين احمد بن فارس بن زكريا (متوفى ٣٩٥هـ)

☆ معجم مقاييس اللغة (٢/ ٢٢٥ قال: ”والنبي ﷺ خاتم الأنبياء لأنه

آخرهم “

١٢: ابو عبد الله الحسين بن محمد الدماغاني (متوفى ٢٤٨هـ)

☆ الوجوه والنظائر لالفاظ كتاب الله العزيز (ص ٢٠٦)

١٣: ابو المظفر منصور بن محمد بن عبد الجبار بن احمد المروزي السمعاني التميمي (متوفى ٢٨٩هـ)

☆ تفسير السمعاني (٣/ ٢٩٠ شامله)

١٤: ابو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد البغدادي عرف ابن الجوزي (متوفى ٥٩٤هـ)

☆ زاد المسير في علم التفسير (٦/ ٣٩٣)

١٥: محي السنة ابو محمد الحسين بن مسعود الفراء البغوي (متوفى ٥١٦هـ)

☆ معالم التنزيل يعني تفسير البغوي (٣/ ٥٣٣)

١٦: قاضي ابوبكر محمد بن عبد الله يعني ابن العربي المالكي (متوفى ٥٢٣هـ)

☆ احكام القرآن (٣/ ١٥٢٩)

١٧: الامام العلامة الحافظ شيخ التفسير ابواسحاق احمد بن محمد بن ابراهيم النيسابوري (متوفى

٢٢٤هـ)

☆ الكشف والبيان يعني تفسير الثعلبي (٨/ ٥٠)

١٨: العلامة الماهر والمحقق الباهر ابوالقاسم الحسين بن محمد بن الفضل يعني الراغب الاصبهاني

(متوفى ٥٠٢هـ تقريباً)



☆ مفردات الفاظ القرآن فی غریب القرآن (ص ۱۴۳)، قال: لأنه ختم النبوة أي تممها بمجيئه

۱۹: ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المفسر (متوفی ۶۷۱ھ)

☆ الجامع لاحکام القرآن (۱۴/۱۹۶)

۲۰: ابو القاسم شہاب الدین عبد الرحمن بن اسماعیل بن ابراہیم بن عثمان المقدسی الدمشقی البوشامہ (متوفی ۶۶۵ھ)

☆ ابراز المعانی من حرز المعانی (۱/۲۵۰ شاملہ)

نیز دیکھئے جۃ القراءات لعبد الرحمن بن محمد ابی زرعة بن زنجلة (۱/۵۷۸ شاملہ) تفسیر ابن کثیر (۵/۱۸۵، دوسرا نسخہ ۱۱/۱۷۵-۱۷۶) القاموس المحیط للفيروز آبادی (ص ۱۴۲۰) تاج العروس مع جواهر القاموس لمحمد مرتضى الزبيدي (۱۶/۱۹۰) اور لسان العرب لابن منظور (۱۲/۱۶۴) وغیرہ۔

اس آیت کریمہ کی متفقہ تفسیر سے ثابت ہوا کہ خاتم النبیین کا مطلب آخر النبیین ہے اور اسی پر اہل اسلام کا اجماع ہے۔

تنبیہ: مدینہ منورہ والے قرآن مجید میں خاتم النبیین (تاء کی زیر کے ساتھ) ہے اور یہ قراءت بھی اسی کی دلیل ہے کہ اس سے مراد آخر النبیین ہیں۔ ﷺ

۱: قراءتِ قالون (ص ۳۷۱) مطبوعہ ليبيا

۲: قراءتِ ورش (ص ۳۴۶) مطبوعہ مصر

دوسرا نسخہ (ص ۴۹۰) مطبوعہ الجزائر

سورة الاحزاب کی آیت نمبر ۴۰ کے مفہوم پر بیس سے زیادہ حوالوں کے بعد عرض ہے کہ اس آیت کے علاوہ بہت سی دوسری آیات بھی ہیں، جن سے اہل اسلام ختم نبوت پر استدلال کرتے ہیں، جن کی تفصیل مطول کتابوں میں ہے اور اب احادیث صحیحہ متواترہ پیش خدمت ہیں:

۱/۲) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے (بسنہ عامر بن سعد بن ابی وقاص) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیدنا) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لانبوة بعدي.))
کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہارا میرے ساتھ وہ مقام ہو جو ہارون کا موسیٰ کے ساتھ تھا، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔ (صحیح مسلم: ۳۲/۲۳۰، ترقیم دار السلام: ۶۲۲۰) صحیح مسلم کے علاوہ یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:

مسند احمد (۱/۱۸۵ ح ۱۶۰۸) سنن ترمذی (۲۹۹۹، ۲۴، ۳۷) قال: (حسن غریب صحیح)
خصائص علی للنسائی (۱۱) اور مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (روایۃ الدورق: ۱۹) وغیرہ
اس کے راوی ابو محمد بکیر بن مسمار القرشی الزہری المدنی رحمہ اللہ جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے ثقہ و صدوق ہیں اور ان پر امام بخاری کی جرح ثابت نہیں، بلکہ وہ دوسرے راوی بکیر بن مسمار پر ہے اور اگر یہی راوی مراد ہوں تو یہ ہلکی سی جرح (فیہ بعض النظر) جمہور کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے، نیز بکیر اس روایت میں منفرد نہیں بلکہ سعید بن المسیب نے ان کی متابعت کر رکھی ہے۔ دیکھئے فقرہ: ۲/۳

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:
((... إلا أنه ليس بعدي نبي.)) سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی ۲/۵۵ ح ۹۹، وسندہ صحیح)

۲/۳) سعید بن المسیب نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((أنت مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي.))

(صحیح مسلم: ۳۰/۲۳۰، دار السلام: ۶۲۱۷)

۳/۴) مصعب بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((ألا ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من

موسیٰ إلا أنه ليس نبي بعدي))

(صحیح بخاری: ۴۳۱۴، صحیح مسلم: ۲۴۰۴، مسند سعد بن ابی وقاص روایت الدورقی: ۴۹، والحکم بن عتیبہ صرح بالسماع)
۴/۵) ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے
(سیدنا) علی (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ((ألا ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من
موسیٰ إلا أنه لا نبي بعدي))

(خصائص علی للنسائی: ۵۳، وسند حسن، السيرة النبوية لابن هشام ۱۶۳/۴، وبتحقی مخطوط مصور ۲۰۵ ح ۲۰۷)
اس حدیث کے راوی امام محمد بن اسحاق بن یسار المدنی رحمہ اللہ جمہور کے نزدیک
مؤثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث ہیں اور انھوں نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔
امام ابو نعیم الاصبہانی نے اس حدیث کو ایک اور صحیح سند سے روایت کر کے فرمایا:
”صحيح مشهور من حديث شعبة“ (حلیۃ الاولیاء ۱۹۳/۷)

۵/۶) عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص عن ابیہا کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ
نے علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ((أو ما ترضى أن تكون مني بمنزلة
هارون من موسى إلا النبوة.)) (مسند احمد ۱۷۰/۱ ح ۱۲۳، وسند صحیح)
اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو پانچ
تابعین نے روایت کیا ہے: عامر بن سعد بن ابی وقاص، سعید بن المسیب، مصعب بن سعد
بن ابی وقاص، ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص اور عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص رحمہم اللہ
جمعین۔

۷) سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((و أنا العاقب.)) اور میں عاقب (آخری نبی) ہوں۔

(صحیح بخاری: ۳۵۳۲، ۳۸۹۶، والذہری صرح بالسماع عندہ، صحیح مسلم: ۲۳۵۴، دار السلام: ۶۱۰۵، ۶۱۰۷)
اس حدیث کے راوی امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ (ثقة بالاجماع اور جلیل القدر
تابعی) نے العاقب کی تشریح میں فرمایا: ”الذي ليس بعده نبي.“ وہ جس کے بعد کوئی

نبی (پیدا) نہ ہو۔ (صحیح مسلم، ترقیم دارالسلام: ۶۱۰۷)

اس حدیث کی تشریح میں امام سفیان بن حسین بن حسن الواسطی رحمہ اللہ نے فرمایا:
”آخر الأنبياء“ (تاریخ المدینہ لعمر بن شبہ ۲/۶۳۱، وسندہ صحیح الیہ، المعجم الکبیر للطبرانی ۲/۱۲۲ ج ۱۵۲۶)
یہ حدیث بہت سی کتابوں میں موجود ہے، مثلاً دیکھئے: مسند الحمیدی (تحقیقی: ۵۵۵)
سنن ترمذی (۲۸۴۰) وقال: هذا حديث حسن صحيح (مسند احمد ۴/۸۱، ۸۳) اور
السنن الکبریٰ للنسائی (۱۱۵۹۰) وغیرہ

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو ان کے دونوں بیٹوں محمد بن جبیر بن مطعم
اور نافع بن جبیر بن مطعم نے بیان کیا ہے۔ (نافع بن جبیر کی روایت کے لئے دیکھئے مسند احمد
۸۳/۲-۸۷، البحر الزخار ۸/۳۴۰ ج ۳۲۳ وقال البرار: ”وإسناده صحيح“)

۸) سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
(”وأنا المقفّی“)) اور میں مقفی (آخری نبی) ہوں۔

(شکل الترمذی تحقیقی: ۳۶۶-۳۶۷ وسندہ حسن، کشف الاستار للبر ۳/۱۲۰ ج ۲۳۷۸)
یہ روایت ابوبکر بن عیاش عن عاصم بن ابی النجود عن ابی وائل شقیق بن سلمہ عن حذیفہ کی
سند سے ہے اور حماد بن سلمہ کی سند سے عن عاصم بن ابی النجود عن زر بن حبیش عن حذیفہ رضی اللہ عنہ
مروی ہے۔ (دیکھئے مسند احمد ۵/۴۵۵، صحیح ابن حبان ۲۰۹۵، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۴۵۷ ج ۳۱۶۸۳)

یہ حدیث دونوں سندوں سے حسن لذاتہ ہے۔ قاری ابوبکر بن عیاش اور قاری عاصم
بن ابی النجود دونوں جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث راوی
ہیں۔

مقفی کی تشریح میں حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے لکھا ہے:

”لأنه آخر الأنبياء“ کیونکہ آپ آخری نبی ہیں۔ (التمهید لمافی الموطأ من المعانی والاسانید ۱۹/۴۵)
حدیث تاسع و أربعون لأبي الزناد، الاستدکار ۲/۳۷۵ فقرہ: ۳۹۶)

۹) سیدنا ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: ((أنا محمد و أنا أحمد و المقفی...))

میں محمد ہوں، میں احمد ہوں اور المقفی ہوں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۲۵۷ ح ۳۱۶۸۴ وسندہ صحیح، مسند احمد ۴/ ۳۹۵، صحیح مسلم: ۲۳۵۵، دار السلام: ۶۱۰۸)

نیز دیکھئے حدیث سابق: ۸۰

تنبیہ: امام کعب اور ابو نعیم الفضل بن دکین کا امام عبدالرحمن بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود المسعودی الہذلی رحمہ اللہ سے سماع ان کے اختلاط سے پہلے کا ہے۔

(دیکھئے الکواکب النیرات ص ۲۹۳)

۱/۱۰ عمرو بن عبداللہ الحضرمی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ (سیدنا) ابو امامہ الباہلی (صدی بن عجلان) رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وأنا آخر الأنبياء و أنتم آخر الأمم.)) اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔

(کتاب الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم ۲/ ۴۲۷ ح ۱۲۴۹، وسندہ صحیح، السنۃ لابن ابی عاصم ص ۱۷۱ ح ۳۹۱، دوسرا نسخہ ۱/ ۲۷۹ ح ۴۰۰، المعجم الکبیر للطبرانی ۲/ ۱۷۳-۱۷۴ ح ۶۲۵، مختصراً، مسند الرویانی ۲/ ۲۹۵ ح ۱۲۳۹، الشریعۃ للآجری ۳/ ۱۳۱۲ ح ۸۸۲، المستدرک للحاکم ۴/ ۵۳۶ ح ۸۶۲۰ صحیح علی شرط مسلم ووافقه الذہبی، کتاب الفتن للامام نعیم بن حماد الصدوق رحمہ اللہ ۲/ ۵۱۷ ح ۱۴۲۶، دوسرا نسخہ: ۱۳۱۳، الفتن للامام حنبل بن اسحاق [بحوالہ مکتبہ شاملہ: ۳۷۷]

عمرو بن عبداللہ الحضرمی کو امام معتدل عجمی، نیز ابن حبان، حاکم اور ذہبی نے ثقہ قرار دیا ہے، لہذا وہ ثقہ صحیح الحدیث راوی ہیں اور باقی سند صحیح ہے۔

۲/۱۱ شرحبیل بن مسلم اور محمد بن زیاد کی سند سے روایت ہے کہ سیدنا ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أيها الناس! أنه لانيبي بعدي و لا أمة بعدكم.)) اے لوگو! بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۸/ ۱۳۶ ح ۵۳۵، وسندہ حسن،

السنۃ لابن ابی عاصم ۲/ ۷۱۵-۷۱۶ ح ۱۰۹۵، دوسرا نسخہ: ۱۰۶۱)

اسماعیل بن عیاش کی یہ روایت شامیوں سے ہے اور انھوں نے سماع کی تصریح کر دی

ہے، لہذا یہ سند حسن لذاتہ اور صحیح لغیرہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۰، اور ۱۱ سے ثابت ہوا کہ سیدنا ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے ختم نبوت والی حدیث تین راویوں نے بیان کی ہے: عمرو بن عبد اللہ الحضری، شرحبیل بن مسلم اور محمد بن زیاد، لہذا ان سے یہ حدیث صحیح مشہور ہے۔

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اسد بن وواعہ (صدوق) راوی نے بھی بیان کی ہے۔ (دیکھئے المعجم الکبیر للطبرانی ۱۶۲/۸-۱۶۳ ح ۶۲۲)

۱۲) سیدنا ثوبان (مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلہم یزعم انہ نبی، وانا خاتم النبیین، لا نبی بعدی۔)) اور بے شک میری امت میں تیس کذاب ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ اور میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (سنن ابی داود: ۴۲۵۲ وسندہ صحیح)

یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:

مسند احمد (۵/۲۷۸ ح ۲۳۹۵) سنن ترمذی (۲۲۱۹) وقال: ہذا حدیث صحیح

اور صحیح ابن حبان (الاحسان: ۱۹۴، دوسرے نسخہ: ۲۳۸) وغیرہ

اس حدیث کے راوی امام ابو قلابہ عبد اللہ بن زید الجرمی رحمہ اللہ جمہور کے نزدیک ثقہ ہیں اور ان کا مدلس ہونا ثابت نہیں، لہذا یہ سند بالکل صحیح ہے۔

اس حدیث پر عبد الرحمن خادم قادیانی نے دو عجیب اعتراض کئے ہیں:

۱: ثوبان ناقابل اعتبار ہیں۔

۲: ابو قلابہ ناقابل اعتبار ہیں۔ (پاکٹ بک ص ۳۱۲)

اس قادیانی جرح کا جواب یہ ہے کہ حافظ ذہبی کی کتاب: میزان الاعتدال (۱/۷۳)،

دوسرے نسخہ ۱/۳۷۳ ت ۱۴۰۳ میں جس ثوبان بن سعید پر ازدی (ضعیف و مجروح) کی جرح

”یتکلمون فیہ“ ہے، وہ دوسرے آدمی تھے اور ان کے بارے میں امام ابو زرعہ الرازی نے

فرمایا: ”لا بأس به“ (دیکھئے کتاب الجرح والتعديل ۱/۴۷۰، اور لسان المیزان ۲/۸۵، دوسرے نسخہ ۲/۱۵۰) جبکہ ہماری ذکر کردہ حدیث میں سیدنا ثوبان البہاشمی الشامی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام یعنی مولیٰ تھے۔

(دیکھئے الاصابۃ لابن حجر ۲۰۴/۲، ۹۶۷، اور تقریب التہذیب: ۸۵۸) نیز دیکھئے میری کتاب: تحقیقی، اصلاحی اور علمی مقالات (۳/۲۹۷-۲۹۸) ابو قلابہ پر قادیانی جرح کے جواب کے لئے دیکھئے تحقیقی مقالات (۳/۲۹۶-۲۹۷) ۱۳) سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لو كان نبي بعدي لكان عمر بن الخطاب.)) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔ (سنن ترمذی ۳۶۸۶، وقال: ”هذا حديث حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث مشرح بن هاعمان“ مسند احمد ۲/۱۵۴، مستدرک الحاکم ۳/۸۵ ح ۴۴۹۵، وقال: ”هذا الحديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه“ وقال الذهبي: صحيح)

اس حدیث کی سند حسن لذاتہ ہے اور اسے درج ذیل علماء نے حسن یا صحیح قرار دیا ہے:

۱: ترمذی (حسن)

۲: حاکم (صحیح)

۳: ذہبی (صحیح)

اس حدیث کے راوی مشرح بن ہاعمان جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث ہیں۔ (دیکھئے میری کتاب: نور العینین ص ۱۸۲-۱۸۴)

۱/۱۴) ابوصالح السمان ذکوان الزیات رحمہ اللہ کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إن مثلي و مثل الأنبياء من قبلي كمثل رجل بنى بيتاً فأحسنه و أجمله إلا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به و يتعجبون له و يقولون :هلا و ضعت هذه اللبنة؟ قال :فأنا اللبنة و أنا خاتم النبيين.)) بے شک میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس آدمی کی

طرح ہے، جس نے بہت اچھے طریقے سے ایک گھر بنایا اور اسے ہر طرح سے مزین کیا، سوائے اس کے کہ ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ (چھوڑ دی) پھر لوگ اس کے چاروں طرف گھومتے ہیں اور (خوشی کے ساتھ) تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ اینٹ یہاں کیوں نہیں رکھی گئی؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: پس میں وہ (نیوں کے سلسلے کی) آخری اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (صحیح بخاری: ۳۵۳۵، صحیح مسلم: ۲۲/۲۲۸۶، دارالسلام: ۵۹۶۱) یہ حدیث دوسری بہت سی کتابوں میں بھی ہے۔ مثلاً دیکھئے:

مسند احمد (۲/۳۹۸ ح ۹۱۶) السنن الکبریٰ للنسائی (۱۱۳۲۲) صحیح ابن حبان (الاحسان: ۶۴۰۵) اور شرح السنۃ للبغوی (۱۳/۲۰۱-۲۰۲ ح ۳۶۲۱) وقال: هذا حديث متفق على صحته) وغیره۔

۲/۱۵ مشہور ثقہ تابعی امام ہمام بن منبہ بن کامل الصنعانی الیمنی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۲ھ) کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر [کے کمرے] بنائے اور انھیں خوب آراستہ پیراستہ کر کے مکمل کر دیا، لیکن گھروں [یعنی کمروں] کے کناروں میں سے ایک کنارے پر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ اب تمام لوگ آتے ہیں اور (عمارت کو) چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے ہیں، اور وہ عمارت انھیں تعجب میں ڈالتی ہے، لیکن یہ بھی کہتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ جس سے اس (عمارت) کی تعمیر مکمل ہو جاتی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ہی وہ اینٹ ہوں۔“ (الصحیفة الصغیرة، حنفیہ ہمام بن منبہ مترجم ص ۳۷۳ ح ۲، دوسرے نسخے ص ۶۶-۶۸، تیسرا نسخہ ص ۲۸، چوتھا نسخہ ص ۷، صحیح مسلم ۲۱/۲۲۸۶، دارالسلام: ۵۹۶۰،

مسند احمد ۲/۳۱۲ ح ۸۱۰۲، شرح السنۃ للبغوی ۱۳/۱۹۹ ح ۳۶۱۹) وقال: هذا حديث متفق على صحته)

۳/۱۶ امام عبد الرحمن بن ہرمز الاعرج رحمہ اللہ کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے خوبصورت عمارت تعمیر کرنے کی مرفوع حدیث مذکور ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”فكنت أنا تلك اللبنة“ پس میں وہ آخری اینٹ ہوں۔

(صحیح مسلم: ۲۰/۲۲۸۶، دارالسلام: ۵۹۵۹، مسند احمد: ۲/۲۴۴، مسند الحمیدی تحقیقی: ۱۰۴۳، دوسرا نسخہ: ۱۰۳۷)

۱۷/۴) عبد الرحمن بن یعقوب رحمہ اللہ کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بَسْت: أُعْطِيتْ جَوَامِعَ الْكَلَمِ وَنَصَرْتُ بِالرَّعْبِ وَأَحْلَلْتُ لِي الْغَنَائِمَ وَجَعَلْتَ لِي الْأَرْضَ طَهُورًا وَ مَسْجِدًا وَأَرْسَلْتَ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَ خَتَمَ بِي النَّبِيُّونَ.))

مجھے انبیاء پر چھ فضیلتیں عطا کی گئی ہیں:

۱: مجھے جوامع الکلم (جامع کلام) عطا کیا گیا۔

۲: رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔

۳: میرے لئے مالِ غنیمت حلال کیا گیا۔

۴: میرے لئے زمین کو پاک کرنے والی اور مسجد بنایا گیا۔

۵: مجھے ساری مخلوق (تمام انسانوں اور جنوں) کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا۔

۶: اور میرے ساتھ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ (صحیح مسلم: ۵۲۳، دارالسلام: ۱۱۶۷، مسند احمد

۲/۴۱۱، سنن ترمذی: ۱۵۵۳، وقال: هذا حديث حسن صحيح)

۱۸/۵) ابو حازم سلمان الأشجعی الکوفی رحمہ اللہ کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((وإنه لا نبي بعدي.)) اور بے شک میرے بعد کوئی نبی

نہیں۔ (صحیح بخاری: ۳۴۵۵، صحیح مسلم: ۱۸۴۲، دارالسلام: ۴۷۷۳)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((كلما ذهب نبي خلفه نبي وإنه

ليس كائنا فيكم نبي بعدي.)) جب بھی ایک نبی جاتا تو اس کے بعد دوسرا نبی آتا تھا اور

میرے بعد تم میں کوئی نبی (پیدا) نہیں ہوگا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۵/۵۸ ج ۲۴۹، ۳۷۷ سندہ صحیح)

۱۹/۶) عبد اللہ بن ابراہیم بن قارظ رحمہ اللہ کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فإني آخر الأنبياء وإن مسجدي آخر

المساجد.)) پس بے شک میں آخری نبی ہوں اور بے شک میری مسجد آخری مسجد (ہے)

جسے کسی نبی نے خود تعمیر کیا) ہے۔ (صحیح مسلم: ۵۰۷/۱۳۹۴، دارالسلام: ۶: ۳۳۷)

آخر المساجد کی تشریح میں حافظ ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۶ھ) نے لکھا ہے: ”فربط الکلام بفاء التعلیل مشعراً بأن مسجده إنما فضل علی المساجد کلها لأنه متأخر عنها و منسوب إلى نبی متأخر عن الأنبياء کلهم فی الزمان.“ پس آپ نے فاء تعلیل کے ساتھ یہ بتانے کے لئے کلام مربوط کیا کہ آپ کی مسجد اس وجہ سے تمام مساجد پر فضیلت رکھتی ہے، کیونکہ یہ ان کے بعد ہے اور تمام انبیاء کے بعد آنے والے نبی آخر الزمان کی طرف نسبت رکھتی ہے۔

(المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم ۵۰۶/۳ ج ۱۲ ص ۶۲)

قاضی عیاض المالکی اور محمد بن خلیفہ الوشتانی الابی دونوں نے اس حدیث سے یہ مراد لی کہ آپ ﷺ کی مسجد دوسری مسجدوں سے افضل ہے۔

(اکمال المعلم بفوائد مسلم ۵۱۲/۴، اکمال اکمال المعلم ۵۰۹/۴)

آخر الانبیاء کی نسبت سے آخر المساجد کا صرف یہی مطلب ہے کہ آخر مساجد الانبیاء، اس کے علاوہ دوسرا کوئی مطلب ہو ہی نہیں سکتا اور نہ ایسا معنی سلف صالحین کے کسی مستند عالم سے ثابت ہے۔

۸-۷/۲۰ ابوسلمہ بن عبد الرحمن بن عوف اور ابو عبد اللہ الاغر (دوتابعین) کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”فإن رسول اللہ ﷺ آخر الأنبياء وإن مسجده آخر المساجد.“ پس بے شک رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کی مسجد (مساجد انبیاء میں سے) آخری مسجد ہے۔

(صحیح مسلم: ۵۰۷/۱۳۹۴، دارالسلام: ۶: ۳۳۷، سنن نسائی: ۶۹۵، والکبریٰ ل: ۶۸۴)

نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۹

۹/۲۱ امام سعید بن المسیب کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لم يبق من النبوة إلا المبشرات.)) نبوت میں سے سوائے مبشرات

کے کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ لوگوں نے کہا: مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا:

((الرؤيا الصالحة.)) نیک خواب۔ (صحیح بخاری: ۶۹۹۰)

۱۰/۲۲) صعصعہ بن مالک رحمہ اللہ کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إنه ليس يبقى بعدي من النبوة إلا الرؤيا الصالحة.))

بے شک میرے بعد نبوت میں سے اچھے خواب کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں رہا۔

(موطأ امام مالک، روایت یحییٰ ۲/۹۵۶-۹۵۷ ج ۱۸۴، وسندہ صحیح، روایت ابن القاسم متفقہ ص ۲۱۵ ج ۱۲، سنن

ابی داؤد: ۵۰۱۷ صحیح الحاکم ۴/۳۹۰-۳۹۱ ج ۸۱۷ ووافقه الذہبی)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ختم نبوت والی حدیث کو دس تابعین نے روایت کیا ہے:

۱: ابوصالح السمان

۲: ہمام بن منبہ

۳: عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج

۴: عبدالرحمن بن یعقوب

۵: ابو حازم الاشجعی

۶: عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ

۷: ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف

۸: ابو عبداللہ الاغر

۹: سعید بن المسیب

۱۰: صعصعہ بن مالک

ثابت ہوا کہ یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے متواتر ہے۔

۲۳) سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

نبی ﷺ نے ایک بہترین اور مکمل گھر (محل) کی مثال کو نبیوں کی مثال قرار دیا۔ جس کی

ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فأنا موضع اللبنة، جئت

فختمت الأنبياء عليهم السلام ((پس میں اس اینٹ کی جگہ ہوں، میں آیا تو انبیاء
ﷺ کا سلسلہ ختم کر دیا۔ (صحیح مسلم: ۲۲۸۷، دارالسلام: ۵۹۶۳)

یہ حدیث مختصراً صحیح بخاری (۳۵۳۴) میں بھی موجود ہے۔

(۲۴) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إن الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي))

بے شک رسالت اور نبوت منقطع (یعنی ختم) ہو گئی، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ
کوئی نبی ہوگا۔ (سنن ترمذی: ۲۲۷۲، قال: ”هذا حديث صحيح غريب من هذا الوجه“، مسند احمد ۳/
۲۶۷ صحیح الحاكم ۴/۳۹۱ علی شرط مسلم ووافقه الذهبی)

اس صحیح حدیث پر قادیانیوں کی جرح کے جواب کے لئے دیکھئے میری کتاب: تحقیقی
مقالات (۳/۲۸۵-۲۸۹)

(۲۵) صحابیہ ام کرز الکعبیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے
ہوئے سنا: ((ذهب النبوة و بقيت المبشرات)) نبوت ختم ہو گئی اور مبشرات (نیک
خواب) باقی رہ گئے۔ (مسند الحمیدی تحقیقی: ۳۴۹، مسند حسن، سنن ابن ماجہ: ۳۸۹۶، مسند احمد ۶/۳۸۱، سنن
دارمی ۲/۱۲۳ ح ۲۱۴۴، صحیح ابن حبان الاحسان: ۶۰۱۵ وغیرہ)

بوصیری نے زوائد ابن ماجہ میں کہا: ”إسناده صحيح و رجاله ثقات“ (۳۸۹۶ ح)

(۲۶) سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما دونوں جب سیدہ ام ایمن (برکۃ اللہ علیہا) حاضنۃ النبی
ﷺ کے پاس گئے تو ام ایمن رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور فرمایا: ”ولكن أبكى أن الوحي قد
انقطع من السماء.“ اور لیکن میں روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا آنا منقطع (ختم) ہو گیا
ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۲۵۴، دارالسلام: ۶۳۱۸، سنن ابن ماجہ: ۱۶۳۵)

پھر وہ دونوں بھی ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ رونے لگے۔ رضی اللہ عنہما جمعین

(۲۷) سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کے
بارے میں فرمایا: ”مات صغيراً و لو قضي أن يكون بعد محمد ﷺ نبي عاش

ابنہ و لكن لا نبی بعده“ وہ بچپن میں ہی وفات پا گئے اور اگر محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ کے بیٹے زندہ رہتے، لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (صحیح بخاری: ۶۱۹۴)

۲۸) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (مرض وفات میں) فرمایا: ((أيها الناس! إنه لم يبق من مبشرات النبوة إلا الرؤيا الصالحة يراها المسلم أو ترى له.)) اے لوگو! مبشرات میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا، سوائے اچھے خواب کے جسے کوئی مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم: ۴۷۹، دار السلام: ۱۰۷۴)

۲۹) سیدنا ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کی سند سے سیدنا حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ذهبت النبوة فلا نبوة بعدي إلا المبشرات)) نبوت ختم ہو گئی، پس میرے بعد کوئی نبوت نہیں، سوائے مبشرات کے۔ پوچھا گیا: مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: اچھا خواب جو آدمی دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔

(المعجم الكبير للطبرانی ۳/۱۷۹ ح ۳۰۵۱ وسندہ صحیح)

نیز دیکھئے مجمع الزوائد (۱۷۳/۷)

۳۰) سیدنا ابوالطفیل عامر بن واثلہ اللیثی الکنانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبوت نہیں، سوائے مبشرات کے... نیک خواب۔

(مسند احمد ۵/۲۴۵ ح ۲۳۷۹۵ وسندہ صحیح)

نیز دیکھئے موسوعہ حدیثیہ لمسند الامام احمد (۲۱۳-۲۱۴/۳۹)

۳۱) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لا يبقى بعدي من النبوة شيء إلا المبشرات.))

میرے بعد نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہے گی، سوائے مبشرات کے۔

لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: نیک خواب جسے آدمی دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔

(مسند احمد ۶/۱۲۹ ح ۲۳۹۷۷ وسند حسن، شعب الایمان للبيهقي: ۴۷۵۰، زوائد البر: ۲۱۱۸)

بطورِ فائدہ عرض ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اسے (دجال کو) قتل کریں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام عادل امام اور انصاف کرنے والے حکمران بن کر زمین میں چالیس سال رہیں گے۔

(مسند احمد ۶/۷۷ ح ۲۳۳۶۷ وسند حسن، موسوعہ حدیثیہ ۳۱/۱۵-۱۶، ویکی بن ابی کثیر صرح بالسماع)

۳۲) سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مثلي و مثل النبين من قبلي كمثل رجل بنى داراً فأتمها إلا لبنة واحدة، فجئت أنا فأتممت تلك اللبنة.)) میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے ایک مکمل گھر بنایا، سوائے ایک اینٹ کے۔ پس میں آگیا تو میں نے اس اینٹ (کی جگہ) کو مکمل کر دیا۔

(مسند احمد ۳/۷۹ ح ۱۱۰۶۷ صحیح مسلم ۲۲/۲۲۸۶، دارالسلام: ۵۹۶۲، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۱/۲۹۹ ح ۳۱۷۶۰)

فائدہ: صحیحین میں مہلین کی معتن روایات بھی سماع و متابعات معتبرہ پر محمول ہیں اور اس بات کو تلقی بالقبول حاصل ہے، لہذا صحیحین کی کسی حدیث پر تالیس کا اعتراض صحیح نہیں بلکہ غلط ہے۔ والحمد للہ

۳۳) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أنا أولى الناس بعيسى ابن مريم في الأولى والآخرة.)) میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ بن مریم کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: ((الأنبياء إخوة من علات و أمهاتهم شتى و دينهم واحد فليس بيننا نبي.)) انبیاء علاتی بھائی ہیں، ان کی شریعتیں علیحدہ ہیں اور دین ایک ہے، پس ہمارے (میرے اور عیسیٰ کے) درمیان کوئی نبی نہیں۔

(صحیفہ ہمام: ۱۳۳، صحیح مسلم: ۲۳۶۵، دارالسلام: ۶۱۳۲)

ایک روایت میں ہے کہ ”ولیس بینی و بین عیسی نبی۔“

اور میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ (صحیح مسلم: ۱۴۴/۲۳۶۵، دار السلام: ۶۱۳۱)
اس حدیث سے دو باتیں صاف ثابت ہیں:

- ۱: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نبی نہیں تھے۔
- ۲: سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے (آسمان سے) نزول تک کوئی نبی نہیں ہوگا اور دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول از آسمان کے بعد قیامت تک بھی کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

۳۴) سیدنا عرباض بن ساریہ السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
(إني عند الله لخاتم النبيين وإن آدم عليه السلام لمنجدل في طينته...))
میں اللہ کے ہاں (تقدیر میں) خاتم النبیین (آخری نبی) تھا اور آدم علیہ السلام اس وقت مٹی سے وجود میں نہیں آئے تھے۔ (مسند احمد/۱۲۷ ج ۱۵۰۷، مسند حسن وأخطأ من ضعفه، صحیح ابن حبان، الاحسان: ۶۴۰۲، مستدرک الحاکم/۲/۶۰۰)

۳۵) سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((يا علي! أنت مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه ليس بعدي نبي.)) اے علی! تمہارا میرے ساتھ وہی مقام ہے جو ہارون کا موسیٰ (علیہ السلام) سے تھا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (خصائص علی للامام النسائی: ۶۳، وسندہ صحیح)
نیز دیکھئے مسند احمد (۶/۴۳۸) فضائل الصحابہ للامام احمد (۱۰۲۰) مصنف ابن ابی شیبہ (۱۲/۶۰) اور الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم (۱۳۴۶) وغیرہ۔

۳۶) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:
(ألا ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي.))
کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہارا میرے ساتھ وہ مقام ہو جو ہارون کا موسیٰ کے ساتھ تھا، سوائے یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (حلیۃ الاولیاء/۷، ۱۹۶، وسندہ صحیح)

اس حدیث کے راوی عباس بن محمد الجاشعی رحمہ اللہ ثقہ تھے۔ رحمہ اللہ

۳۷) سیدنا ابو قتیلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے دوران، لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا: ((لا نبی بعدی ولا امة بعدکم)) میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی (دوسری) اُمت نہیں۔ (الاحاد والمثنائی لابن ابی عاصم ۵/۲۵۲ ح ۷۷۹۷) یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:

المعجم الکبیر للطبرانی (۲۲/۳۱۶ ح ۷۹۷) مسند الشامیین (۲/۱۹۳-۱۹۴ ح ۱۱۷۳) اور السلسلۃ الصحیحہ للالبانی (۷/۷۰۷ ح ۳۲۳۳) وغیرہ۔

اس حدیث کے بارے میں تین فوائد پیش خدمت ہیں:

۱: بقیہ بن الولید اگرچہ صدوق مدلس تھے، لیکن بحیر بن سعد سے ان کی روایت سماع پر محمول ہوتی ہے، کیونکہ یہ باب الروایۃ عن الکتاب میں سے ہے اور یہ روایت بحیر بن سعد ہی سے ہے، لہذا صحیح ہے۔

ابن عبد البہادی نے فرمایا: ”ورواية بقیة عن بحیر صحیحة، سواء صرح بالحديث أم لا۔“ بقیہ (بن الولید) کی بحیر (بن سعد) سے روایت صحیح ہوتی ہے، چاہے وہ سماع کی تصریح کریں یا نہ کریں۔ (تعلیق علی العلل لابن ابی حاتم ص ۱۲۴ ح ۳۵/۱۲۳)

۲: ابو قتیلہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے۔ دیکھئے تجرید اسماء الصحابة للذہبی (۲/۱۹۴ ح ۲۲۲۵) ۳: محمد بن الحسین الازدی کی کتاب: الکافی لمن لا یعرف لہ اسمہ میں (بغیر سند کے) اس روایت میں بقیہ کے بحیر بن سعد سے سماع کی تصریح ہے۔ (۱/۱۳۵ ح ۱۳۵، شاملہ)

لیکن یہ تصریح دو وجہ سے مردود ہے:

اول: ازدی بذات خود ضعیف متروک بلکہ سخت مجروح ہے۔

دوم: یہ متصل سند سے موجود نہیں۔

۳۸) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں کہ میرے ساتھ تمہارا وہی مقام ہو جو ہارون کا موسیٰ کے ساتھ تھا، سوائے یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (کشف الاستار عن زوائد البر ۳/۱۸۵ ح ۲۵۲۵ وسندہ حسن)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث کے لئے دیکھئے فقرہ سابقہ: ۲۸

(۳۹) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((بعثت أنا والساعة كهاتين.)) میں اور قیامت ان دونوں (انگلیوں) کی طرح

(نزدیک نزدیک) بھیجے گئے ہیں۔ (صحیح بخاری: ۶۵۰۴، صحیح مسلم: ۲۹۵۱، دارالسلام: ۴۰۴)

دو انگلیوں سے مراد سبابة اور درمیانی انگلی ہیں۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۴۰۵)

اس حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حبان نے فرمایا: ”أراد به أني بعثت والساعة

كالسبابة والوسطى من غير أن يكون بيننا نبى آخر، لأنى آخر الأنبياء و

على أمتي تقوم الساعة.“ اس حدیث سے آپ کی مراد یہ ہے کہ میں اور قیامت اس

طرح مبعوث کئے گئے ہیں جس طرح سبابة (شہادت والی انگلی) اور درمیانی انگلی ہیں،

ہمارے درمیان دوسرا کوئی نبی نہیں، کیونکہ میں آخری نبی ہوں اور میری اُمت پر ہی قیامت

قائم ہوگی۔ (صحیح ابن حبان، الاحسان ۱۵/۱۳ ج ۶۶۴، پرانہ نسخہ: ۶۶۰۶)

(۴۰) عبد الرحمن بن آدم کی سند کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: (تمام) انبیاء علانی بھائی ہیں، ان کا دین ایک ہے اور ان کی مائیں

(شریعتیں) جدا جدا ہیں اور لوگوں میں سب سے زیادہ میں عیسیٰ بن مریم کے نزدیک ہوں،

کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور بے شک وہ نازل ہونے والے

ہیں... الخ

(مسند احمد ۲/۴۳۷ ج ۹۶۳۰ وسندہ صحیح، قتادہ صرح بالسماع، صحیح ابن حبان، الاحسان ۶۷۸۲ والزیادۃ منہ)

نیز دیکھئے میری کتاب: تحقیقی مقالات (ج ۱ ص ۱۰۷-۱۰۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دیگر روایات کے لئے دیکھئے فقرات سابقہ: ۱۴-۲۲، ۳۳

فہم حدیث کے لئے دیکھئے فقرہ سابقہ: ۳۳

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں، مثلاً سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”وإن الوحي قد

انقطع“ اور بے شک وحی (کا آنا) منقطع ہو گیا ہے۔ (صحیح بخاری: ۲۶۴۱)

قارئین کرام! قرآن مجید کی آیت مذکورہ (ودیگر آیات) نیز احادیث مذکورہ کا خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے دور سے لے کر قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا اور اسی پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، لہذا ختم نبوت بمعنی آخری نبی کا انکار کرنے والا کافر و مرتد اور امت مسلمہ سے خارج ہے۔

ختم نبوت کی احادیث بیان کرنے والے صحابہ کرام کے نام حروف تہجی کی ترتیب سے مع حوالہ جات درج ذیل ہیں:

- ۱: ابو لطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ ۳۰
- ۲: ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ ۱۱-۱۰
- ۳: ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ۲۶
- ۴: ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ ۳۲
- ۵: ابو قتیلہ رضی اللہ عنہ ۳۷
- ۶: ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ ۹
- ۷: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۴۰، ۳۳، ۲۲، ۱۴
- ۸: اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ۳۵
- ۹: ام ایمن رضی اللہ عنہا ۲۶
- ۱۰: ام کرزہ الکعبیہ رضی اللہ عنہا ۲۵
- ۱۱: انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۳۹، ۲۴
- ۱۲: ثوبان رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ ۱۲
- ۱۳: جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ ۲۳
- ۱۴: جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ ۷
- ۱۵: حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ ۲۹
- ۱۶: حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ ۸

۱۷: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ۶۲

۱۸: عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ۳۱

۱۹: عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ۲۷

۲۰: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ۳۸، ۲۸

۲۱: عرباض بن ساریہ السلمی رضی اللہ عنہ ۳۴

۲۲: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ۱۳

۲۳: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۳۶

۲۴: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ۲۶

یہ وہ عقیدہ ہے، جس پر صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین اور سلف صالحین کا اجماع رہا ہے اور اسی عقیدے کی بنیاد پر مسلمان کذاب اور دوسرے مدعیان نبوت کو قتل کیا گیا تھا۔

ختم نبوت والی متواتر احادیث اور اس مسئلے پر اُمت مسلمہ کے اجماع کے بعد عرض ہے کہ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام قیامت سے پہلے، آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے:

۱: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو القاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

((ثم ينزل عيسى بن مريم عليه السلام من السماء...)) پھر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان

سے نازل ہوں گے۔ الخ (المحرر الزخار ۱/۹۶ ح ۹۶۲۲ و عنده بعده: فيوم الناس، كشف الاستار عن

زوائد البر ۱۲۲/۱۲۳ ح ۳۳۹۶ و عنده بعده: فيقوم الناس، مجمع الزوائد ۷/۳۴۹)

اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ (دیکھئے میری کتاب: تحقیق مقالات ج ۱ ص ۱۱۱-۱۱۲)

حدیث کے لفظ فیقوم کا مطلب یہ ہے کہ لوگ (نماز پڑھنے کے لئے) کھڑے ہو جائیں گے۔ فیوم کا مطلب یہ ہے کہ نزول از سماء والے دن کے بعد باقی نمازوں میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام امامت فرمائیں گے، لہذا احادیث میں کوئی تعارض نہیں۔

۲: سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ... اچانک اللہ

تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا، وہ شہر دمشق کے مشرق کی طرف سفید منارے کے پاس دو چادریں لپیٹے، اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے نازل ہوں گے۔ الخ (صحیح مسلم: ۲۹۳۷، تحقیقی مقالات ۱/۱۱۷)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام (آسمان سے) دو فرشتوں کے پروں پر دونوں ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔

۳: نبی ﷺ جب معراج والی رات آسمان پر تشریف لے گئے تو آپ کے سامنے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام (ناصری اسرائیلی) نے فرمایا: میرے ساتھ قیامت سے قبل (نزول) کا وعدہ کیا گیا ہے، لیکن اس کا وقت اللہ کو ہی معلوم ہے۔ پھر انھوں نے دجال کے خروج کا ذکر کیا اور فرمایا: میں نازل ہو کر اسے قتل کروں گا۔ الخ (سنن ابن ماجہ: ۴۰۸۱ وسندہ صحیح، تحقیقی مقالات ۱/۱۲۱-۱۲۲)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہی آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

۴: قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ اور اہل کتاب میں سے ہر ایک اس پر ضرور ایمان لائے گا اُس کی موت سے پہلے۔

(النساء: ۱۵۹)

اس آیت کی تشریح میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”موت عیسیٰ“ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۴/۵۱۳ وسندہ حسن)

مشہور فقیہ و مجتہد اور امیر المومنین فی الحدیث جلیل القدر صحابی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس آیت سے نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام پر استدلال کیا۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۳۴۲۸، صحیح مسلم: ۱۵۵، ترقیم دارالسلام: ۳۹۰)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۃ الزخرف کی آیت: ﴿وَإِنَّهُ لَعَلَّمَ لِّلسَّاعَةِ﴾ کی تشریح میں فرمایا: ”خروج عیسیٰ قبل یوم القیامۃ“ قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کا خروج۔

(صحیح ابن حبان، الاحسان: ۶۷۷۸، دوسر نسخہ: ۶۸۱۷)

اس کی سند صحیح ہے۔ (دیکھئے تحقیقی مقالات ج ۱ ص ۸۶)

اس آیت کی تشریح میں مشہور ثقہ تابعی اور امام: حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قبل موت عیسیٰ، واللہ إنه الآن لحی عند اللہ و لكنه إذا نزل آمنوا به أجمعون“ عیسیٰ کی موت سے پہلے، اللہ کی قسم! وہ اب اللہ کے پاس (آسمان پر) زندہ ہیں، لیکن جب وہ نازل ہوں گے تو (اس زمانے کے بقیہ) سارے (اہل کتاب) ان پر ایمان لے آئیں گے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری ۴/۲۵۴ ح ۱۰۸۲۲، وسندہ صحیح)

امام حسن بصری رحمہ اللہ نے ﴿إِنِّي مُتَوَفِّيكَ﴾ کی تشریح میں فرمایا: ﴿مُتَوَفِّيكَ مِنَ الْأَرْضِ﴾ تجھے (میں) زمین سے اٹھانے والا ہوں۔

(تفسیر طبری ۳/۲۴۴ ح ۱۲۸۷ وسندہ صحیح، تفسیر عبدالرزاق ۱/۱۲۹ ح ۴۰۷)

موثق عندا الجمہور اور صدوق حسن الحدیث تبع تابعی مطہر بن طہمان الوراق نے فرمایا:

”متوفيك من الدنيا و ليس بوفاة موت“ تجھے دنیا سے اٹھانے والا ہوں اور یہ موت والی وفات نہیں۔ (تفسیر طبری ۳/۲۴۳-۲۴۴ ح ۱۲۸۷ وسندہ صحیح)

خیر القرون میں کوئی بھی ان کا مخالف معلوم نہیں، لہذا اس پر اجماع ہے کہ سیدنا عیسیٰ بن مریم الناصری علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قیامت سے پہلے نازل ہوں گے۔ مشہور مفسر ابو حیان محمد بن یوسف الاندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۵ھ) نے فرمایا:

”وأجمعت الأمة على ما تضمنه الحديث المتواتر من أن عيسى في السماء وأنه ينزل في آخر الزمان.“ حدیث متواتر کے اس مضمون پر امت کا اجماع ہو چکا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہ آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ (تفسیر البحر المحیط ج ۲ ص ۴۹۷)

آخری عمر میں حق کی طرف رجوع کرنے والے ابوالحسن الاشعری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۹ھ) نے اپنی مشہور کتاب ”الابانة عن أصول الديانة“ میں فرمایا: ”وأجمعت الأمة على أن الله عز وجل رفع عيسى إلى السماء.“ اور امت نے اس بات پر

اجماع کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا ہے۔ (ص ۳۴)
یاد رہے کہ المستدرک للحاکم (۱/۱۱۶) وغیرہ کی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اجماع
أمت شرعی دلیل و حجت ہے، بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:
”الأصل قرآن أو سنة فإن لم يكن فقياس عليهما.

و إذا اتصل الحديث عن رسول الله (ﷺ) و صحَّ الإسناد (به) فهو سنة.
والاجماع أكبر من الخبر المنفرد.

والحديث على ظاهره.

و إذا احتمل المعاني فما أشبه منها ظاهر الأحاديث أو لاها به .

و إذا تكافأت الأحاديث فأصحها إسناداً أو لاها.“

☆ قرآن وسنت اصل ہیں، پھر اگر (معلوم) نہ ہو تو ان دونوں پر قیاس ہے۔

☆ جب رسول اللہ ﷺ تک حدیث متصل ہو اور سند صحیح ہو تو یہ سنت ہے۔

☆ اجماع خبر واحد سے بڑا ہے۔

☆ حدیث اپنے ظاہر پر رہتی ہے اور اگر کئی معنوں کا احتمال ہو تو احادیث کے ظاہر سے

مشابہ ہی اولیٰ (سب سے رائج) ہے اور اگر حدیثیں برابر ہوں تو زیادہ صحیح سند والی حدیث

رائج ہے۔ (آداب الشافعی و مناقبہ لابن ابی حاتم ص ۱۷۷-۱۷۸، وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ۲۳۱-۲۳۲)

اجماع کے بارے میں امام شافعی کے قول کا مطلب یہ ہے کہ خبر واحد کی غلط تاویل ہو سکتی

ہے، لیکن اجماع کی تاویل نہیں ہو سکتی، لہذا اجماع خبر واحد سے بلحاظ صراحت بڑا ہے۔

○ دلائل صحیحہ متواترہ کے بعد بطور الزامی دلیل عرض ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنا

ایک اہم اصول درج ذیل الفاظ میں لکھا ہے: ”والقسم يدل على ان الخبر محمول

على الظاهر لا تأويل فيه ولا استثناء والافاتى فائدة كانت في ذكر القسم

فتدبر كالمفتشين المحققين.“ (حمائم البشرى ص ۵۱، روحانی خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

اس عبارت کا لفظی ترجمہ درج ذیل ہے:

اور قسم دلالت کرتی ہے اس پر کہ خبر ظاہر پر محمول ہے، اس میں تاویل نہیں اور نہ استثناء ہے، ورنہ قسم کے ذکر میں کیا فائدہ تھا؟ پس تفتیش کرنے والے محققین کی طرح تدبر کر۔
اس مرزائی اصول سے معلوم ہوا کہ جس پیشین گوئی میں قسم کے الفاظ موجود ہوں تو وہ اپنے ظاہری الفاظ پر ہی محمول ہوتی ہے اور اس کی تاویل واستثناء غلط ہوتا ہے۔
اس مرزائی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے دو حدیثیں پیش خدمت ہیں:

اول: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((والذي نفسي بيده! ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حكماً مقسطاً فيكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضع الجزية و يفيض المال حتى لا يقبله أحد.)) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ضرور عنقریب تم میں ابن مریم حاکم، عادل بن کر نازل ہوں گے، پھر وہ صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ موقوف کر دیں گے اور مال کی فراوانی ہوگی حتیٰ کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔ (صحیح بخاری: ۲۲۲۲، صحیح مسلم: ۱۵۵، سنن ترمذی: ۲۲۳۳ وقال: ”هذا حديث حسن صحيح“، میری کتاب: تحقیقی مقالات ج ۱ ص ۱۰۰-۱۰۱)

دوم: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((والله! لينزل ابن مريم حكماً عادلاً...)) اللہ کی قسم! ابن مریم ضرور عادل حاکم بن کر نازل ہوں گے... (صحیح مسلم: ۱۵۵، تحقیقی مقالات ج ۱ ص ۱۰۲-۱۰۵)

۶: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ (سیدنا) عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہیں گے۔ دیکھئے فقرہ سابقہ: ۳۱

۷: کسی ایک صحیح یا حسن لذاتہ حدیث میں یہ قطعاً موجود نہیں کہ عیسیٰ بن مریم یا مسیح موعود (آسمان سے) نازل نہیں ہوں گے، بلکہ اُمت میں پیدا ہوں گے۔ !!!

اگر ایسی کوئی حدیث کسی قادیانی کے پاس موجود ہے تو پیش کرے، ورنہ کفر و ارتداد سے بچی اور واضح توبہ کر کے صحیح العقیدہ مسلمان ہو جائے۔ وما علينا إلا البلاغ

(۲۱/اپریل ۲۰۱۲ء)

حافظ زبیر علی زئی

قادیانیوں کی مستدل مردود روایات اور ان کا رد

اس مضمون میں قادیانیوں مرزائیوں یعنی ختم نبوت کے منکرین کی مستدل ضعیف، مردود اور موضوع روایات مع روپیش خدمت ہیں:

(۱) ”ولا مهدي إلا عيسى بن مريم“

اور عیسیٰ بن مریم کے علاوہ کوئی مہدی نہیں۔ (سنن ابن ماجہ: ۴۰۳۹)

اس روایت کی سند چار وجہ سے ضعیف و مردود ہے:

اول: حسن بصری مدلس ہیں اور یہ روایت عن سے ہے۔

جس راوی کا مدلس ہونا بالاتفاق یا جمہور محدثین سے ثابت ہو، چاہے وہ حافظ ابن حجر کی طبقاتی تقسیم کے طبقہ ثانیہ میں مذکور ہو یا طبقہ اولیٰ میں، صحیح بخاری و صحیح مسلم کے علاوہ ہر کتاب میں اس مدلس کی عن والی منفرد روایت ضعیف ہوتی ہے، جیسا کہ امام شافعی کے اصول اور محدثین کرام کی تخصیصات سے ثابت ہے اور سنن ابن ماجہ والی اس روایت میں سماع کی تصریح موجود نہیں۔

دوم: محمد بن خالد الجندی مجہول ہے اور امام یحییٰ بن معین سے باسند صحیح اس کی توثیق ثابت نہیں۔

سوم: سند میں (اضطراب والا) اختلاف بھی ہے۔

چہارم: ابان بن صالح نے حسن بصری سے نہیں سنا، لہذا یہ سند منقطع بھی ہے۔

اس روایت پر مزید جرح کے لئے دیکھئے تاریخ دمشق لابن عساکر (۵۱۸، ۵۱۶/۴۷)

(۲) ”ولو عاش لكان صديقاً نبياً“ اور اگر (ابراہیم بن محمد رسول اللہ ﷺ) زندہ

رہتے تو صدیق نبی ہوتے۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۵۱۱)

یہ روایت دو وجہ سے مردود ہے:

اول: اس کا بنیادی راوی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی جمہور محدثین کے نزدیک سخت مجروح ہے۔ اس کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا: ”منکر الحديث“

(سنن ترمذی: ۱۰۲۶)

امام نسائی نے فرمایا: ”متروک الحديث“ (کتاب الضعفاء والمترکین: ۱۱)

امام شعبہ نے فرمایا: ”کذب واللہ!“ اللہ کی قسم! اس نے جھوٹ بولا ہے۔

(العلل للامام احمد: ۴۶۲، وسندہ صحیح)

قدوری حنفی نے لکھا ہے: ”و لأن أبا شيبه إبراهيم بن عثمان قاضي واسط كذاب“ اور کیونکہ بے شک واسط کا قاضی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان کذاب ہے۔

(الترغيد للقدوری: ۲۰۳/۱ فقرہ: ۶۳۲)

جمہور محدثین کی جرح کے بعد یزید بن ہارون وغیرہ بعض علماء کا ابوشیبہ کی تعریف کرنا جمہور کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے، لہذا عبد الرحمن خادم قادیانی کا اپنی پاکٹ بک (ص ۲۶۹-۲۷۰) میں اس راوی کا دفاع کرنا اصول حدیث اور اسماء الرجال کی رُو سے غلط ہے۔

دوم: حکم بن عتیبہ مدلس ہیں اور یہ روایت عن سے ہے، اور اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ یہ حدیث حکم بن عتیبہ نے منقسم سے سنی تھی۔

عبد الرحمن خادم قادیانی نے اس روایت کے تین شواہد پیش کئے ہیں:

پہلی روایت: ”دوسری حدیث: علامہ قسطلانی نے حضرت انس بن مالک سے ایک روایت نقل کی ہے وَقَدْ رَوَى مِنْ حَدِيثِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَوْ بَقِيَ يُعْنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَكَانَ نَبِيًّا وَلَكِنْ لَمْ يَبْقَ لِأَنَّ نَبِيَّكُمْ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ. (مواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۲۰۰)

کہ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ (ابراہیم) باقی رہتا تو نبی ہو جاتا۔ اس کے آگے (ناقل) اپنی رائے لکھتا ہے کہ مگر وہ زندہ نہ رہا۔ کیونکہ



ہمارے نبی صلعم آخری نبی ہیں راوی کا اپنا اجتہاد حجت نہیں اور وہ کس قدر غلط ہے۔ اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں گویا۔“ (پاکٹ بک ص ۲۷۱)

اس عبارت میں خادم قادیانی نے جھوٹ بولے ہیں:

☆ خادم قادیانی کا یہ کہنا کہ ”آنحضرت صلعم نے فرمایا“ بالکل جھوٹ ہے، کیونکہ اس روایت میں ”قال رسول اللہ ﷺ“ کے الفاظ نہیں۔

دیکھئے المواہب اللدنیہ للقسطلانی (طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان ۱/ ۳۹۹، شرح المواہب اللدنیہ للزرقاتی طبع ایضاً ج ۴ ص ۳۵۳)

بلکہ زرقاتی نے لکھا ہے: ”موقوفاً علیہ“ یہ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ پر موقوف (یعنی ان کا قول) ہے۔

اس موقوف روایت کو صراحت کے ساتھ مرفوع بنادینا خادم قادیانی کا کذب و افتراء ہے۔

☆ خادم قادیانی کا یہ کہنا: ”اس کے آگے (ناقل) اپنی رائے لکھتا ہے“ بالکل جھوٹ ہے، کیونکہ یہ ناقل کی رائے نہیں بلکہ مذکورہ قول بیان کرنے والے صحابی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قول ہے، جیسا کہ المواہب اور اس کی شرح میں لکھا ہوا ہے۔

مواہب والے نے یہ قول حافظ ابو عمر (ابن عبد البر رحمہ اللہ) سے نقل کیا ہے اور ابن عبد البر کی کتاب: الاستیعاب فی اسماء الاصحاب میں پوری سند کے ساتھ یہ قول اسی طرح مکمل مذکور ہے۔ (طبع دار الفکر لبنان ۱/ ۴۴، ترجمہ ابراہیم ابن النبی رضی اللہ عنہ)

یاد رہے کہ قائل اپنے قول کو اور راوی حدیث اپنی روایت کو دوسروں کی بہ نسبت بخوبی جانتا ہے۔

تنبیہ: ابن عبد البر، قسطلانی اور زرقاتی والی روایت کے ایک بنیادی راوی ابو یوسف یعقوب بن المبارک کی توثیق کہیں نہیں ملی اور جسے مل جائے تو مکتبۃ الحدیث حضور ضلع انک کے پتے پر روانہ کرے تاکہ قادیانیوں کے خلاف دلائل متواترہ میں ایک اور روایت کا

اضافہ ہو جائے۔

بعد میں تاریخ دمشق لابن عساکر (۳/۱۳۲-۱۳۵) میں اسی متن کے ساتھ دوسری سند مل گئی، جس میں یعقوب بن المبارک موجود نہیں۔ واللہ اعلم

ابن عساکر والی روایت میں بھی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا قول ”لأن نبيكم آخر الأنبياء“ موجود ہے، لہذا یہ موقوف اثر قادیانیوں کی دلیل نہیں بلکہ مسلمانوں کی دلیل ہے۔ واللہ
دوسری روایت: ”وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ بِسَنَدِهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّهُ لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ لَهُ مَرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ تُتَمُّ رِضَاعُهُ وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا.“ (قادیانی پاکٹ بک ص ۲۷۲ بحوالہ تاریخ ابن عساکر)

یہ روایت درج ذیل کتابوں میں محمد بن یونس الکدیمی کی سند سے موجود ہے:

دلائل النبوة للبيهقي (۷/۲۸۹، دوسرا ۷/۲۲۹ ح ۳۳۴۴)

تاریخ دمشق لابن عساکر (۳/۱۴۴)

محمد بن یونس الکدیمی البصری کے بارے میں حافظ ابن حبان نے فرمایا:

”وكان يضع على الثقات، الحديث وضعا ولعله قد وضع أكثر من ألف حديث“ وہ حدیث گھڑ کر ثقہ راویوں کی طرف منسوب کرتا تھا اور شاید اس نے ایک ہزار سے زیادہ حدیثیں گھڑی ہیں۔ (کتاب الجرح وین ۲/۳۱۳، دوسرا ۲/۳۳۲)
ابن عدی نے اس کی گواہی دی کہ کدیمی حدیثیں وضع کرتا تھا۔

(دیکھئے اکامل لابن عدی ۶/۲۲۹۶ دوسرا ۷/۵۵۵)

دارقطنی اور جمہور نے اس پر شدید جرح کی اور جمہور کی اس جرح کے مقابلے میں اسماعیل الخطمی اور بعض الناس کی توثیق مردود ہے۔

کدیمی کے بارے میں قاسم المطر رحمہ اللہ نے فرمایا: ”أنا أجاثيه بين يدي الله تبارك وتعالى يوم القيامة وأقول: إن هذا كان يكذب على رسولك و على العلماء“ میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے گھٹے ٹیک کر (بطور گواہی) کہوں گا:

بے شک یہ شخص (کدیمی) تیرے رسول اور علماء پر جھوٹ بولتا تھا۔

(سوالات الہمی: ۴۷ء سندہ صحیح)

امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ کے سامنے جب محمد بن یونس الکدیمی کی بیان کردہ بعض حدیثیں پیش کی گئیں تو انھوں نے فرمایا: ”لیس هذا حدیث اهل الصدق“

یہ سچے لوگوں کی حدیثیں نہیں ہیں۔ (کتاب الجرح والتعديل ۱۲۲/۸)

تیسری روایت: ”وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَرْفُوعًا لَوْ عَاشَ إِبْرَاهِيمُ لَكَانَ نَبِيًّا.“

(پاکٹ بک ص ۲۷۲ بحوالہ ابن عساکر اور الفتاویٰ الحدیثیہ)

تاریخ دمشق لابن عساکر (۳/۱۳۸-۱۳۹) کی اس روایت میں ابو حمزہ الثمالی ثابت بن ابی صفیہ جمہور کے نزدیک مجروح راوی ہے اور حافظ ابن حجر العسقلانی نے فرمایا:

”ضعیف رافضی“ (تقریب التہذیب: ۸۱۸)

الحسن بن ابی عبد اللہ الفراء کے حالات مطلوب ہیں اور حافظ احمد بن محمد بن سعید الکوفی یعنی ابن عقدہ رافضی چور ساقط العدالت ہے۔ (دیکھئے تحقیق مقالات ۱/۴۷۷-۴۷۹)

عبید بن ابراہیم النخعی کے حالات بھی مطلوب ہیں۔

ثابت ہوا کہ لکان نبیؑ والی روایت اپنے تمام شواہد کے ساتھ سخت ضعیف، مردود اور موضوع ہے۔

۳) امام ابن ابی شیبہ نے فرمایا: ”حدثنا حسين بن محمد قال: حدثنا جرير بن حازم عن عائشة قالت: قولوا خاتم النبيين ولا تقولوا لا نبي بعده.“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۹/۱۱۰ ح ۲۶۶۴۳)

یہ روایت سخت منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف و مردود ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ۵۷ھ میں فوت ہوئیں۔ (تقریب التہذیب: ۸۶۳۳)

اور جریر بن حازم ۱۷۰ھ میں فوت ہوئے۔ (تقریب التہذیب: ۹۱۱)

یعنی ۱۱۳ سال بعد، اور کسی دلیل سے جریر بن حازم رحمہ اللہ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دور میں پیدا ہونا بھی ثابت نہیں۔

(۴) امام ابو بکر بن ابی شیبہ نے فرمایا: ”حدثنا أبو أسامة عن مجالد قال: أخبرنا عامر قال قال رجل عند المغيرة بن شعبة: صلى الله على محمد خاتم الأنبياء لا نبي بعده. قال المغيرة: حسبك إذا قلت خاتم الأنبياء فإننا كنا نحدث أن عيسى خارج فإن هو خرج فقد كان قبله و بعده.“
عامر (اشعبي رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس ایک آدمی نے کہا: محمد خاتم الانبياء (ﷺ) پر درود ہو، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ مغیرہ نے کہا: جب تو نے خاتم الانبياء کہہ دیا تو تیرے لئے یہی کافی ہے کیونکہ ہمیں بتایا جاتا تھا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) خروج فرمائیں گے، پس جب وہ خروج فرمائیں گے تو وہ آپ سے پہلے کے نبی ہیں اور بعد والے نبی بھی ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۹/۲۶۶۳۵ ح ۱۱۰)

اس روایت کا راوی مجالد بن سعید الہمدانی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف تھا۔
(دیکھئے: مجمع الزوائد ۹/۴۱۶، اور تحقیقی مقالات ۳/۴۰۱)
اس ضعیف و مردود روایت سے بھی قادیانیوں کا رد ہوتا ہے کیونکہ اس میں بنی اسرائیل والے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی صراحت کے ساتھ دوبارہ خروج کا تذکرہ ہے، جب کہ قادیانی یہ کہتے ہیں کہ ”عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل نہیں ہوں گے بلکہ اُمت میں پیدا ہوں گے“ اور پیدا ہونے والی بات کسی حدیث یا مسلمان عالم سے صراحتاً ثابت نہیں۔

(۵) ”لو كان موسى و عيسى حيين لما وسعهما إلا اتباعي“ (قادیانی پاکٹ بک ص ۲۰۰ بحوالہ تفسیر ابن کثیر، البواقیت والجواہر، شرح المواہب اللدنیہ، فتح البیان اور طبرانی کبیر)
طبرانی کی المعجم الکبیر میں یہ روایت یقیناً موجود نہیں، لہذا عبد الرحمن خادم قادیانی نے طبرانی کبیر پر جھوٹ بولا ہے اور باقی تمام مذکورہ وغیرہ مذکورہ کتابوں میں یہ روایت بغیر کسی سند کے مذکور ہے اور بے سند روایت مردود ہوتی ہے۔

اگر کسی قادیانی کو حدیث کی کسی مستند کتاب میں اس روایت کی کوئی متصل اور صحیح سند مل جائے تو مکتبۃ الحدیث حضور (اٹک) کے عنوان پر اطلاع روانہ کرے، ورنہ جان لے کہ جس طرح ختم نبوت کا انکار کرنا انسان کے دوزخی بننے کے لئے کافی ہے، اسی طرح نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولنا بھی موجب عذاب النار ہے۔

البحر الحیط، مدارج السالکین، بشارات احمدیہ، براہین احمدیہ اور شرح فقہ اکبر وغیرہ کتابوں میں بھی اس روایت کی کوئی سند موجود نہیں۔

تنبیہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ ”لو کان موسیٰ حیًا ما وسعه إلا أن یتبعنی“ اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کے لئے میری اتباع کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۵/۳۱۲ ح ۲۶۲۲۱ شاملہ، واللفظ لہ، مسند احمد موسوعہ حدیثیہ ۲۲/۴۶۸ ح ۱۳۶۳۱، مسند ابی یعلیٰ: ۲۱۳۵، سنن داری: ۴۴۹)

یہ روایت مجالد بن سعید (ضعیف عند الجہور) کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس کا کوئی شاہد بھی صحیح یا حسن نہیں۔ اس روایت کے ضعیف و مردود شواہد کے لئے دیکھئے ارواء الغلیل للالبانی (۱۵۸۹، وقال: ”حسن“!!)

ان شواہد کے الفاظ میں بھی بہت بڑا فرق ہے۔

۶) ”و أخبرني أنه أخبره: أنه لم يكن نبي إلا عاش نصف عمر الذي قبله و أنه أخبرني أن عيسى ابن مريم عاش عشرين و مائة سنة ولا أراني إلا ذاهباً على رأس الستين.“ اور (رسول اللہ ﷺ نے) مجھے حدیث سنائی، بے شک آپ کو (جبریل علیہ السلام نے) حدیث بیان کی: ہر نبی کے بعد جو دوسرا نبی آیا تو اس کی عمر پہلے نبی کی عمر کی آدھی تھی اور بے شک اس (جبریل علیہ السلام) نے مجھے حدیث بیان کی کہ بے شک عیسیٰ ابن مریم ایک سو بیس سال زندہ رہے اور میں یہی سمجھتا ہوں کہ میں ساٹھ ہجری کے شروع والے حصے میں (دنیا سے) جانے والا ہوں۔ (المجم الکبیر للطبرانی ۲۲/۴۱۷ ح ۱۰۳۱)

یہ روایت محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان الدیاج عن أمه فاطمة

بنت الحسين بن علی بن ابي طالب کی سند سے مروی ہے۔ محمد بن عبد اللہ الدیباج سے راویوں کا اختلاف درج ذیل ہے:

☆ نافع بن یزید عن عمارة بن غزوة عن محمد بن عبد الله الديباج عن فاطمة بنت الحسين أن عائشة زوج النبي ﷺ كانت تقول: إلخ نافع بن يزید سے اسے سعید بن الحكم بن ابی مریم المصری نے بیان کیا اور سعید سے درج ذیل راویوں نے بیان کیا:

- ۱: عمر بن الخطاب (الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم: ۲۹۷۰)
 - ۲: يوسف بن يزيد (شرح مشكل الآثار: ۱۳۶، ۱۹۳۷)
 - ۳: یحییٰ بن ایوب العلاف المصری وعنه الطبرانی فی المعجم الکبیر (۲۲/۴۱۷ ح ۱۰۳۱)
- یحییٰ بن ایوب العلاف کی روایت میں اختلاف ہے۔ امام طبرانی نے ان سے اسی طرح روایت بیان کی لیکن ابوالحسن علی بن محمد المصری نے اسی سند سے ”أن أمه فاطمة بنت الحسين حدثته أن عائشة حدثتها أنها كانت تقول“ إلخ کے متن سے بیان کی۔ (دلائل النبوة للبيهقي ۷/۱۶۶-۱۶۷ ح ۳۱۵۶، مجلسان من أمالي أبي الحسين بن بشران ۱/۲۱۲ ح ۳)
- یہ روایت ثقہ راویوں کی روایات اور نافع بن یزید کی کتاب سے نہیں ملتی، لہذا تصریح سماع والی روایت مرجوح ہے۔

- ۴: ابو خالد یزید بن سنان (الذرية الطاهرة للذوالابی والدولابی فی نفسه ضعیف: ۱۹۴)
 - ۵: یعقوب بن سفیان الفارسی (تاریخ دمشق ۴/۴۸۱)
 - ۶: محمد بن مسلم بن واره (تاریخ دمشق لابن عساکر ۴/۴۸۱، نیز دیکھئے الکفایہ ۱/۳۳۱)
- یہ نافع بن یزید کی کتاب سے روایت ہے۔
- ۷: محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحیم البرقی (اتمهید لابن عبد البر ۱۳/۲۰۰-۲۰۱)

☆ عبد الله بن لهيعة عن عمارة بن غزوة عن محمد بن عبد الله الديباج عن فاطمة بنت الحسين عن رسول الله ﷺ إلخ



(العلل للدارقطني ١٥/١٤٥، تفسير طبري ٦/٣٩٨ ح ٤٠٣٢)

یہ سند منقطع ہے۔ فاطمہ بنت الحسین کی پیدائش سے پہلے سیدہ فاطمہ الزہراءؑ وفات پا گئی تھیں۔ رضی اللہ عنہا

☆ عبد الرحمن بن أبي الرجال الأنصاري عن محمد بن عبد الله الديباج عن أمه فاطمة بنت الحسين عن أمها (أي جدتها) فاطمة رضي الله عنها۔ إلخ (العلل للدارقطني ١٥/١٤٥، سوال ٣٩٣٣)

یہ سند بھی منقطع ہے۔

☆ امام ابن شاہین البغدادي رحمه الله نے فرمایا: ”حدثنا عبد الله بن محمد البغوي: ثنا سريج بن يونس: ثنا يوسف بن يعقوب الماجشوني عن محمد ابن عبد الله بن عمرو بن عثمان أن فاطمة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ ...“ إلخ (فضائل فاطمة لابن شاہین: ٩)

اس روایت کی سند محمد بن عبد اللہ الدیباج تک صحیح ہے لیکن ان کے بعد سخت منقطع

ہے۔

خلاصہ تحقیق یہ ہے کہ اس روایت میں دیباج کی والدہ فاطمہ بنت الحسین کے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع کی صراحت ثابت نہیں، لہذا شبہ انقطاع ہے۔

ہمارے علم کے مطابق کسی قدیم محدث نے اس روایت کو صحیح قرار نہیں دیا، بلکہ حافظ بیہقی نے (متساہل ہونے کے باوجود) اسے ضعیف کہا۔

(مجمع الزوائد ٩/٣٣٣ قال: رواه الطبرانی باسناد ضعيف)

تنبیہ: محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان الدیباج پر بخاری، مسلم، ابن خزمیہ، ابوالاحمد الحاکم اور حافظ ذہبی نے جرح کی ہے۔ (دیکھئے مقالات الحدیث ص ٣٠)

ابن الجارود اور ابن حبان سے بھی جرح نقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے، لیکن ان کے

مقابلے میں ابن حبان (الثقات ٤/ ٢١٤ و صحیح ابن حبان) ابن خزمیہ (٢٦٣٠) حاکم

(۱۶۵۴، ۵۲۶۰) عجل، دارقطنی (سنن الدارقطنی ۱/۲۶۲ ح ۵۱۷) ضیاء المقدسی (المختارہ
۴/۲۷۵ ح ۱۴۷۰) اور ذہبی نے توثیق کی ہے، لہذا یہ راوی قول راجح میں صدوق حسن
الحديث ہیں اور ان کی بیان کردہ یہ مضطرب حدیث وہم، شاذ اور مردود ہے۔
اس ضعیف روایت کے معنوی شواہد درج ذیل ہیں:

۱: عن زید بن ارقم رضي الله عنه بلفظ: مابعث الله نبيًا إلا عاش نصف
عمر الذي قبله . (كشف الاستار: ۲۳۴، التاريخ الكبير للجباري ۷/۲۴۵-۲۴۵، اکامل لابن عدي
۶/۲۱۰، حلیۃ الاولیاء ۵/۲۸ وعنه الديلمی ۴/۲۸ کما بلغنی، مشکل الآثار للطحاوی ۵/۲۰۰ ح ۱۹۳۸)
نیز دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ للالبانی (۹/۴۲۴ ح ۴۴۳۴) کنز العمال (۱۱/
۸۷۲۵۹ ح ۳۲۲۵) اور مقالات الحدیث (ص ۳۳۵-۳۳۶)
اس روایت کی سند عبید بن اسحاق العطار (متروک راوی) کی وجہ سے سخت ضعیف و
مردود ہے۔

۲: عبد الكريم بن يعقوب (!) عن جابر عن أبي الطفيل عن عائشة عن
فاطمة . (المعجم الكبير للطبرانی ۲۲/۴۱۸-۴۱۸ ح ۱۰۳۰)
اس کی سند میں جابر الجعفی سخت مجروح اور ضعیف رافضی ہے۔

(نیز دیکھئے مقالات الحدیث ص ۳۳۲)
۳: ابن لهيعة عن جعفر بن ربيعة عن عبد الله بن عبد الله بن الأسود عن
عروة عن عائشة . (كشف الاستار: ۸۴۶، التمهيد ۱۴/۱۹۹-۲۰۰، الذرية الطاهرة لهلد ولائي: ۱۷۸)
اس سند میں ابن الاسود کی توثیق نامعلوم اور ابن لہیعہ اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہیں۔
نیز دیکھئے مقالات الحدیث (ص ۳۳۴-۳۳۵)

۴: عن أبي معشر نجیح بن عبد الرحمن عن يزيد بن زياد .
(طبقات ابن سعد ۲/۱۹۵، تاریخ دمشق ۴/۴۸۲)
اس سند میں ابو معشر ضعیف اور سند منقطع ہے۔

- ۵: عن ابن مسعود رضي الله عنه .
یہ بے سند ہے۔ دیکھئے مقالات الحدیث (ص ۳۳۷)
- ۶: عن ام حبیبة رضي الله عنها ۴۰ سال
یہ روایت بے سند ہے۔
- ۷: مرسل یحییٰ بن جعدہ رحمہ اللہ (طبقات ابن سعد ۲/۳۰۸ وسندہ صحیح الیہ)
یہ سند مرسل ہے۔
- ۸: مرسل ابراہیم النخعی رحمہ اللہ (طبقات ابن سعد ۲/۳۰۸-۳۰۹ وغیرہ)
یہ مرسل ہے اور سند میں سفیان ثوری اور اعمش دونوں مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے۔
- ۹: یحییٰ بن جعدہ عن فاطمة رضي الله عنها .
(دیکھئے کتاب العلل للدارقطنی ۱۵/۳۱۷ مسئلہ ۳۹۳)
- یہ سند منقطع ہے۔
- ۱۰: اثر ابراہیم النخعی (تاریخ دمشق ۴/۴۸۳)
اس کی سند میں اعمش مدلس ہیں اور سند عن سے ہے۔
- ۱۱: اثر سعید بن جبیر رحمہ اللہ (الفتن للامام الصدوق نعیم بن حماد ۲/۴۰۳ ج ۱۹۸۷)
یہ اثر مرسل حکماً ہے۔
- خلاصہ یہ کہ ”یہ روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف و مردود ہے اور اس کا متن بھی باطل ہے“ جیسا کہ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کے ایک شاگرد خبیب احمد (فیصل آبادی) صاحب نے بھی لکھا ہے۔ (دیکھئے مقالات الحدیث ص ۳۳۹، اور ماہنامہ الحدیث حضور شاہ: ۴۴)
- جو لوگ ضعیف + ضعیف روایات اکٹھی کر کے ضعیف روایات کو حسن لغیرہ قرار دیتے ہیں، ان کے لئے یہ روایت بڑی ”پھکی“ ہے اور حق یہی ہے کہ روایات ضعیفہ کو جمع تفریق کر کے حسن لغیرہ و قابلِ حجت قرار دینا غلط و مردود ہے۔



۷) ”لو لم أبعث فيكم لبعث عمر بن الخطاب“

اگر میں تمہارے درمیان (نبی کی حیثیت سے) مبعوث نہ ہوتا تو عمر بن خطاب مبعوث ہوتے۔ (فضائل الصحابة للاحمد بن حنبل ۱/۴۲۸ ج ۶ ص ۶۷)

اس کی سند میں محمد بن عبید الکوئی مجروح ہے: ”لہ مناکیر“ اس کی منکر روایتیں ہیں۔
(دیکھئے لسان المیزان ۵/۶۷۲، دوسرا نسخہ ۶/۳۳۰)

اور ”رجل“ مجہول ہے۔

دوسری سند: اکامل بن عدی (۳/۱۰۱۴، دوسرا نسخہ ۴/۸)

اس میں رشد بن سعد ضعیف عندا لجمہور، ابن لہیعہ مدلس اور محمد بن عبد اللہ بن سعید الغزی (?) ہے، نیز یہ روایت منقول ہے جیسا کہ ابن عدی نے صراحت کی ہے اور منقول ضعیف کی قسم ہے۔

تیسری سند: عن بلال رضي الله عنه ، اکامل (۳/۱۰۷۱، دوسرا نسخہ ۴/۱۷۵)
الموضوعات لابن الجوزی (۱/۳۲۰ ج ۵ ص ۵۹۴) تاریخ دمشق لابن عساکر (۴/۱۱۶)
اللالی المصنوعة للسيوطی (۱/۳۰۲)

اس روایت کی سند میں زکریا بن یحییٰ الوقار کذاب اور ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم الغسانی ضعیف ہے، نیز ابن عدی نے اسے غیر محفوظ اور منقول قرار دیا ہے۔

چوتھی سند: اکامل لابن عدی (۴/۱۵۱۱، دوسرا نسخہ ۵/۳۲۴)

اس سند میں تین وجہ ضعف ہیں:

ابوقفادہ عبد اللہ بن واقد الحرانی متروک مدلس تھا۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۴۰۹۰)
مصعب بن سعد ابوخیثمہ المصیصی ضعیف عندا لجمہور مدلس تھا، بلکہ ابن عدی نے فرمایا: ”يحدث عن الثقات بالمناکير و يصحف“

یعنی وہ ثقہ راویوں سے منکر روایتیں بیان کرتا تھا اور تصحیف (روایتیں پڑھنے میں غلطی) کرتا تھا۔ (نیز دیکھئے میری کتاب: الفتح المبین ص ۶۳-۶۴)

عمر بن الحسن بن نصر الحلی کی توثیق بھی مطلوب ہے۔

پانچویں سند: حدیث ابی بکر و ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما (مسند الفردوس للذیلی ۳/۳۱۷ ح ۵۱۶، ابن الجوزی فی

الموضوعات ۱/۳۲۰ ح ۵۹۵، تاریخ دمشق لابن عساکر ۴/۱۱۳، وقال: ”غریب“ اللآلی المصنوعہ ۱/۳۰۲)

اس کی سند میں اسحاق بن نجیح المملطی کذاب ہے اور دوسری علتیں بھی ہیں۔

ایک اور سند میں بھی عبداللہ بن واقد الحرانی متروک ہے۔

دیکھئے اللآلی المصنوعہ (۱/۳۰۲) والفوائد المجموعہ (للمجرح علی کلام السیوطی ص ۳۳۷)

عراقی نے تخریج الاحیاء میں فرمایا: ”وہو منکر“ (۳/۱۶۱)

خلاصہ التحقیق: یہ روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف و مردود ہے۔ نیز دیکھئے

طبقات الشافعیہ للسبکی (۳/۵۰۹) اور موسوعة الاحادیث والآثار الضعیفة و الموضوعات

(۸/۳۶۸-۳۶۹ ح ۲۱۰۷، ۲۱۰۷، ۲۱۰۷)

۸) ”اوحی اللہ تعالیٰ الی عیسیٰ انتقل من مکان الی مکان لئلا تعرف

فتؤذی۔ (کنز العمال جلد ۲ ص ۳۴)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰ! تو ایک جگہ سے دوسری

جگہ چلا جا۔ تا ایسا نہ ہو کہ تو پہچانا جائے اور تجھے تکلیف دی جائے۔“

(قادیانی پاکٹ بک ص ۲۰۳-۲۰۴)

اس روایت کے بعد صاحب کنز العمال نے لکھا ہے:

”کمر عن أبی ہریرۃ و فیہ ہانی بن المتوکل الاسکندرانی ، قال فی المغنی:

مجہول“ اسے ابن عساکر نے (تاریخ دمشق میں) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور

اس سند میں ہانی بن متوکل اور الاسکندرانی ہے، اس کے بارے میں (ذہبی نے) المغنی میں

فرمایا: مجہول ہے۔ (ج ۳ ص ۱۵۸ ح ۵۹۵۵)

نیز دیکھئے تاریخ دمشق لابن عساکر (۵۶/۱۸۸-۱۸۹) تاریخ بغداد للخطیب

(۴/۵۳۳ ت ۱۱۳۴)

عبدالرحمن خادم قادیانی نے صاحب کتاب کی اس جرح کو چھپا کر ان لوگوں کی یاد تازہ کر دی، جنہیں بندر اور خنزیر بنادیا گیا تھا۔

ہانی بن التوکل کے بارے میں حافظ ابن حبان نے فرمایا: ”فكشّر المناكير في روايته فلا يجوز الاحتجاج به بحال.“ پس اس کی روایتوں میں منکر روایتوں کی کثرت ہوگئی لہذا کسی حال میں بھی اس سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔ (الجرعین ۳/۹۷) حافظ ذہبی نے اسے المَغْنِي فِي الضَعْفَاء میں ذکر کیا (۲/۷۰۷ ت ۲۵۷) اور ابن حبان کی جرح کی طرف اشارہ کیا۔

اس روایت کی باقی سند بھی مشکوک و مردود ہے۔

۹) ”ما حدثكم عن الله سبحانه، فهو حقٌّ و ما قلتُ فيه من قبل نفسي فانا انما بشر اخطئ و اصيب (نبراس شرح الشرح العقائد نسفی ص ۳۹۲) کہ جو بات میں اللہ تعالیٰ کی وحی سے کہوں تو وہ درست ہوتی ہے (یعنی اس میں غلطی کا امکان نہیں) لیکن جو بات میں اس وحی الہی کے ترجمہ و تشریح کے طور پر اپنی طرف سے کہوں تو یاد رکھو کہ میں بھی انسان ہوں، میں اپنے خیال میں غلطی بھی کر سکتا ہوں۔“ (قادیانی پاکٹ بک ص ۱۸۷) یہ بالکل بے سند اور بے اصل روایت ہے، ہمارے علم کے مطابق حدیث کی کسی مُسند کتاب میں اس کی کوئی سند مذکور نہیں اور ایسی روایت موضوع (من گھڑت) ہوتی ہے۔

نیز اس روایت کا قادیانی ترجمہ و تشریح بھی باطل ہے۔

۱۰) ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر افضل هذه الامة الا ان يكون نبی (کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلق ص ۴) کہ ابو بکرؓ اس اُمت میں سب سے افضل ہے سوائے اس کے کہ اُمت میں سے کوئی نبی ہو۔ یعنی اگر نبی ہو تو حضرت ابو بکرؓ سے افضل نہیں لہذا امکان نبوت فی خیر الامت ثابت ہے۔ (نیز دیکھو جامع الصغیر السیوطی مصری حاشیہ ص ۶)“ (قادیانی پاکٹ بک ص ۲۷۲)

کنوز الحقائق میں یہ روایت بحوالہ فر (الفردوس للذیلی) مذکور ہے، لیکن یہ روایت

الفردوس للذیلی (مطبوع) میں ”إلا أن يكون نبي“ کے اضافے کے ساتھ نہیں ملی بلکہ صرف ”و أبو بكر أفضل هذه الأمة“ تک موجود ہے۔ (دیکھئے ج ۱ ص ۴۳۷ ج ۱ ص ۱۷۷) اور ذیلی والی روایت بھی بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے، لہذا ثابت ہوا کہ قادیانی کی پیش کردہ یہ روایت بھی بے سند یعنی موضوع ہے۔

☆ ایک روایت میں ہے: ”أبو بكر خير الناس بعدي إلا أن يكون نبي.“ دیکھئے الکامل لابن عدى (۵/۲۷۶ ترجمۃ عکرمۃ بن عمار) اخبار اصحابان لابن نعیم (۲/۱۲۲) تاریخ دمشق لابن عساکر (۳۰/۱۲) ذیلی (۱/۱۷۷ بحوالہ الضعیفۃ للالبانی ۱۷۰/۱۷۰ ج ۱ ص ۱۶۷) المتفق والمفترق للخطیب (۲/۶۸ ج ۱ ص ۱۸۱) الطبرانی (مجمع الزوائد ۹/۴۴) وقال: فيه إسماعيل بن زياد وهو ضعيف

یہ روایت اسماعیل بن زیاد کی وجہ سے مردود یا موضوع ہے۔ اسے شیخ البانی اور غماری دونوں نے بھی موضوع قرار دیا ہے۔ (الضعیفۃ ۴/۱۷۷ ج ۱ ص ۱۷۷، المغیر للغماری ص ۸)

☆ ”أبو بكر وعمر خير أهل الأرض وخير الأولين وخير الآخرين إلا أن يكون نبي“ (المؤتلف والمختلف للذیلی ج ۲ ص ۸۴۹، الکامل لابن عدى ۲/۱۸۰)

یہ روایت موضوع ہے، اس کا راوی جبرون بن واقد الافریقی متہم ہے۔

(دیکھئے میزان الاعتدال ۱/۳۸۷-۳۸۸ ولسان المیزان ۲/۱۲۱ طبع دار الفکر)

☆ ایک روایت میں آیا ہے کہ ”ما طلعت الشمس ولا غربت على أحد أفضل من أبي بكر الصديق إلا أن يكون نبي“

دیکھئے فضائل الصحابة لعبد اللہ بن احمد (۱/۳۵۲ ج ۵ ص ۵۰۸) مسند عبد بن حمید (۲۱۲)

اس روایت کی سند میں ابو بکر یا ابوسعید البکری نامعلوم راوی ہے، لہذا یہ روایت مردود ہے۔

☆ ایک روایت میں ہے: ”ما بالمدينة رجل إلا أن يكون نبي أفضل من عمر“

(زوائد مسند الحارث ۲/۵۹۵ ج ۹ ص ۹۶۹)

اس میں ”رجل“ مجہول ہے اور سند بھی منقطع ہے۔

خلاصۃ التحقیق: یہ روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف و مردود ہے۔

قادیانیوں اور دیگر منکرین اسلام کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف ضعیف، مردود، موضوع اور بے سند روایات پیش کرتے ہیں اور صحیح و ثابت روایات کو ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایسے تمام لوگوں کی سازشوں اور اکاذیب و افتراءات سے محفوظ رکھے۔ آمین

(۲۸/ اپریل ۲۰۱۲ء، جامعہ امام بخاری، مقام حیات سرگودھا)

حاکم نے صحیح کہا اور ذہبی نے موافقت کی

خبیب احمد صاحب نے ایک ”مقالہ“ لکھا ہے:

”صحیح الحاکم ووافقه الذہبی کا تحقیقی جائزہ“ (مقالات اثریہ ص ۴۷۹-۵۰۸)

انہوں نے اس ”مقالے“ میں لکھا ہے: ”بعض علماء کا حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے سکوت یا عدم موافقت پر ”صحیحہ الحاکم ووافقه الذہبی“ کا اطلاق درست نہیں کیونکہ اس نظریے کی اساس کمزور دلیل پر مبنی ہے۔“ (ص ۵۰۸)

اس کی تردید کے لئے خبیب صاحب کے ”فاضل بھائی“ مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی درج ذیل عبارتیں ہی کافی ہیں:

”إسناده صحيح، أخرجه أبو داود... والحاکم (ج ۱ ص ۱۵۸)

و صححه و وافقه الذهبي“ (تخریج و تحقیق: مسند السراج ص ۳۳ تحت ح ۳۰)

”وقال الحاکم: صحيح علی شرطهما، و وافقه الذهبي“ (ایضاً ص ۸۶ تحت ح ۱۶۹)

”لکن صححه ابن خزيمة و ابن حبان و الحاکم و وافقه الذهبي“

(ایضاً ص ۸۷ تحت ح ۲۰۲)

محمد زبیر صادق آبادی

آل دیوبند کے مجروح راوی

مولانا عبدالرحمن شاہین حفظہ اللہ (مشہور اہل حدیث عالم) نے امام حاکم رحمہ اللہ اور ثقہ تابعی امام ابو قلابہ رحمہ اللہ کی بیان کردہ احادیث سے استدلال کیا تو امین اوکاڑوی دیوبندی نے امام حاکم رحمہ اللہ کو شیعہ قرار دیا۔ دیکھئے تجلیات صفدر (۲/۲۸۹) اور ابو قلابہ رحمہ اللہ کو ناصبی قرار دے کر لکھا ہے: ”آپ رفع یدین کے لئے کبھی کسی شیعہ کی چوکھٹ پر سجدہ کرتے ہیں کبھی کسی ناصبی کے پاؤں چاٹتے ہیں“ (تجلیات صفدر ۲/۴۹۳) لیکن آل دیوبند بلکہ خود امین اوکاڑوی نے بھی ان مذکورہ دونوں ائمہ کی احادیث اپنی کتابوں میں لکھیں اور ان سے استدلال کیا، لہذا اوکاڑوی اصول کے مطابق امین اوکاڑوی اور دیگر آل دیوبند نے کبھی تو شیعہ کی چوکھٹ کو سجدے کئے اور کبھی ناصبی کے پاؤں چاٹے۔ ذیل میں راقم الحروف ان شاء اللہ ایسے تیس (۳۰) سے زیادہ راویوں کی نشاندہی کرے گا، جن کی بیان کردہ روایات اگر آل دیوبند کی طبیعت کے مطابق ہوں تو قبول کر لیتے ہیں اور اگر طبیعت کے خلاف ہوں تو انھی راویوں پر جرح کر کے ان کی روایات رد کر دیتے ہیں۔ میں بطور نمونہ چند راویوں کا تفصیل سے ذکر کروں گا، پھر اختصار کے پیش نظر جہاں آل دیوبند نے روایت قبول کی ہوگی یا تعریف کی ہوگی وہاں حوالہ لکھ دوں گا اور جہاں روایت رد کی ہوگی، وہاں ”حوالہ“ لکھ دوں گا۔ باذوق حضرات اصل حوالوں کی خود ہی مراجعت کر لیں۔

۱) محمد بن جابر یمامی: اس کی روایت سے آل دیوبند مسئلہ ترک رفع یدین میں استدلال کرتے ہیں۔ دیکھئے حدیث اور الہدایت (ص ۲۰۳ بحوالہ بیہقی، دارقطنی) تجلیات صفدر (۲/۳۰۶) آٹھ مسائل (ص ۴۱-۴۲) تجلیات صفدر (۴/۱۳۶) رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز (ص ۱۸۲، از جمیل احمد ندیری)

تنبیہ: جمیل احمد نذیری نے دو بڑے جرم کئے ہیں:

۱: محمد بن جابر کی روایت بحوالہ دارقطنی، بیہقی و پیشی نقل کی ہے لیکن تینوں علماء نے اس راوی پر جو جرح کی اسے چھپا لیا ہے۔

۲: نذیری نے یہ لکھا ہے کہ ”محمد بن جابر یمامی“ کی یہ روایت ان کے ناپینا ہونے سے پہلے کی ہے۔ لہذا ہر قسم کے اختلاط سے محفوظ ہے“

حالانکہ نذیری کی بات بالکل بے دلیل اور کالا جھوٹ ہے۔

یاد رہے کہ محمد بن جابر جمہور محدثین کے نزدیک مجروح راوی ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے نور العینین (ص ۱۵۲)

لیکن اسی راوی نے جب کہا کہ ابو حنیفہ نے اس کی کتابیں چوری کر لی تھیں تو عبدالقدوس قارن دیوبندی نے اس پر یوں جرح نقل کی: ”پھر اس روایت میں محمد بن جابر الیمامی الاعلیٰ ہے جس کے بارہ میں امام احمد نے کہا کہ اس سے صرف وہی آدمی حدیث بیان کرے گا جو اس سے بھی زیادہ شریر ہوگا اور ابن معین اور نسائی نے اس کو ضعیف کہا۔“

(ابو حنیفہ کا عادلانہ دفاع ص ۲۸۱)

سرفراز خان صفدر دیوبندی نے کہا ہے:

”اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں محمد بن جابر اور

ایوب بن عتبہ ہیں۔ علامہ الحازمی کتاب الاعتبار ص ۴۴ میں لکھتے ہیں ضعیفان عند اہل العلم بالحديث اور امام بیہقی سنن الکبریٰ ج ۱ ص ۲۱۳ میں لکھتے ہیں کہ محمد بن جابر متروک ہے تو ایسی ضعیف روایت سے صحیح روایت کی نسخہ کا کیا معنی؟“ (خزان السنن ص ۱۷۳)

زیلعی حنفی نے بھی محمد بن جابر کو ضعیف کہا۔ (نصب الراية/ ۶۱)

خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی نے بھی محمد بن جابر کو ضعیف کہا۔

(دیکھئے بذل المجہود ۱۱۱/۱، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۹۳ تحت ح ۱۸۳)

ابو یوسف محمد ولی درویش دیوبندی نے مس ذکر سے وضو ٹوٹنے والی حدیث کی وجہ

سے محمد بن جابر پر جرح کی۔ (دینغیر خدا ﷺ موع ص ۵۲، یہ کتاب پشتو میں ہے)
اور اسی کتاب میں ترک رفع یدین کے مسئلے میں محمد بن جابر کی ”توثیق“ نقل کی۔ (ص ۲۹۴)
یہ دوغلی پالیسی کی انتہا ہے۔ [۲
سلیمان شاذکونی:

آل دیوبند مسئلہ ترک رفع یدین میں امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی کے درمیان ایک
مناظرے کا ذکر کرتے ہوئے سلیمان بن داؤد شاذکونی کی طرف منسوب ایک روایت سے
استدلال کرتے ہیں۔ دیکھئے تجلیات صفدر (۲/۳۰۲، ۲۲۳) درس ترمذی (۲/۴۴)
جبکہ سرفراز صفدر دیوبندی نے لکھا ہے:

”حضرات محدثین عظام کے ضابطہ پر تو مؤلف خیر الکلام مطمئن نہیں ہیں اور سلیمان شاذکونی
کی لاتوں کا سہارا تلاش کرتے ہیں اور یہ بتانے کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتے کہ وہ کون
ہے؟ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ فیہ نظر ابن معینؒ نے اس کو حدیث میں جھوٹا کہا۔ ابو حاتمؒ اس
کو متروک الحدیث اور نسائیؒ لیس ثقہ کہتے ہیں اور صالحؒ جزرہؒ فرماتے ہیں کان یکذب فی
الحدیث کہ حدیث میں جھوٹ کہتا تھا اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ وہ شراب پیتا اور بیہودہ
حرکتوں میں آلودہ تھا اور نیز فرمایا کہ درب دمیک میں شاذکونی سے بڑا جھوٹا اور کوئی داخل
نہیں ہوا بغویؒ فرماتے ہیں کہ راہ الائمۃ بالکذب آئمہ حدیث نے اس کو جھوٹ سے متہم کیا
ہے اور امام ترمذیؒ بن معینؒ فرماتے ہیں کان یضع الحدیث کہ وہ جعلی روایتیں بنایا کرتا تھا۔ امام
ابو احمد الحاکمؒ اس کو متروک الحدیث اور امام ابن مہدیؒ اس کو خائب اور نامراد کہتے تھے۔
امام عبدالرزاقؒ نے اس کو عدو اللہ کذاب اور خبیث کہا اور صالحؒ جزرہؒ کہتے ہیں کہ آنا فانا
سندیں گھر لیتا تھا اور صالحؒ بن محمدؒ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ کذاب اور لونڈے بازی سے متہم
تھا۔ (محصلاً لسان المیزان جلد ۳ ص ۸۴ تا ۸۷)“ (احسن الکلام ۱/۲۰۴، دوسرا نسخہ ۱/۲۵۴)

۳) محمد بن سائب کلبی اور محمد بن مروان السدی: سرفراز صفدر صاحب دیوبندی
نے لکھا ہے: ”کلبی کا نام محمد بن السائب بن بشر ابو النضر ہے۔ امام ابن معینؒ فرماتے ہیں

کہ وہ لیس بشیٰ ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں امام یحییٰؒ اور ابن مہدیؒ نے اس کی روایت بالکل ترک کر دی تھی ابو جزءؒ اور یزید بن زریجؒ فرماتے ہیں کہ کلبی کافر ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ حضرت جبریلؑ غلطی سے بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علیؑ پر وحی نازل کر گئے تھے (معاذ اللہ) امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں۔ امام علیؑ بن الجندیؒ، ابو احمد الحاکمؒ اور دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے جو زبانی کہتے ہیں کہ وہ کذاب اور ساقط الاعتبار ہے، ابن حبانؒ کہتے ہیں کہ اس کی روایات میں جھوٹ بالکل ظاہر ہے، ساجیؒ کہتے ہیں کہ متروک الحدیث نہایت کمزور اور غالی شیعہ ہے، امام ابو عبد اللہ الحاکمؒ فرماتے ہیں کہ ابو صالحؒ سے اس نے جھوٹی روایتیں بیان کی ہیں، حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ تمام ثقہ اہل نقل اس کی مذمت پر متفق ہیں اور اس پر اجماع ہے کہ احکام اور فروع میں اس کی کوئی روایت قابل قبول نہیں ہے (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۸۷ تا ۱۸۱) امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ کلبی کی تفسیر اول سے آخر تک سب جھوٹ ہے، اس کا پڑھنا جائز نہیں (تذکرۃ الموضوعات ص ۸۲)“ (تفقیہ متین ص ۱۶۷-۱۶۸، نیز دیکھئے ازالۃ الريب ص ۳۱۴)

[تنبیہ: کلبی کی طرف منسوب تفسیر (تنویر المقتباس) کلبی تک بھی با سند صحیح ہرگز ثابت نہیں بلکہ نیچے والی سند میں کئی راوی مجروح یا مجہول ہیں۔ مثلاً: محمد بن مروان السدی، کذاب، عمار بن عبد الجبید الہروی، ابو عبید اللہ محمود بن محمد الرازی، ابو عبد اللہ، المأ مور الہروی، عبد اللہ بن المأ مور۔ (دیکھئے تنویر المقتباس ص ۲)]

محمد بن مروان سدی:

سرفراز صفدر دیوبندی نے سدی کی روایت پیش کرنے والے ایک بریلوی کے خلاف لکھا ہے: ”آپ نے خازن کے حوالے سے سدی کذاب کے گھر میں پناہ لی ہے جو آپ کی علمی رسوائی کے لئے بالکل کافی ہے اور یہ داغ ہمیشہ آپ کی پیشانی پر چمکتا رہے گا۔“

(اتمام البرہان ص ۴۵۸، مزید جرح کے لئے دیکھئے تفریح النواطر ص ۷۷، ازالۃ الريب ص ۳۱۶)

لیکن ترک رفع یدین کے مسئلہ میں سیدنا ابن عباسؓ کی طرف منسوب تفسیر ابن

عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے جس کی سند میں یہ دونوں یعنی کلبی اور محمد بن مروان سدی موجود ہیں، امین اوکاڑوی دیوبندی نے استدلال کیا۔ دیکھئے تجلیات صفحہ (۳۵۰/۲)
عبدالغنی طارق لدھیانوی دیوبندی نے بھی استدلال کیا۔

دیکھئے شادی کی پہلی دس راتیں (ص ۸)

آل دیوبند کے ”شیخ الحدیث“ فیض احمد ملتانی نے بھی استدلال کیا۔

دیکھئے نماز مدلل (ص ۱۲۸)

آل دیوبند کے ”مفتی“ احمد ممتاز نے بھی استدلال کیا۔ (دیکھئے آٹھ مسائل ص ۱۸)

امجد سعید دیوبندی نے بھی استدلال کیا۔ (دیکھئے سیف حنفی ص ۵۷)

الیاس گھمن دیوبندی نے بھی استدلال کیا۔ (گھمن کی نماز اہل السنۃ والجماعہ ص ۶۷)

یہ من گھڑت تفسیر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی گئی ہے، اس کا اعتراف

احمد رضا بریلوی اور تقی عثمانی دیوبندی نے بھی کیا ہے۔ دیکھئے فتاویٰ رضویہ (۳۹۶/۲۹)

فتاویٰ عثمانی (۲۱۵/۱) اور ماہنامہ الحدیث حضور (شمارہ: ۸۹ ص ۱۱۱۰)

[تنبیہ: تنویر المقتباس نامی جعلی تفسیر محمد بن مروان السدی سے بھی باسند صحیح ہرگز ثابت

نہیں بلکہ اس سے نیچے والی سند میں مجروح و مجہول راوی ہیں۔]

۴) محمد بن حمید الرازی:

مسئلہ تراویح کے متعلق سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک روایت کا راوی ہے۔

۱: انوار خورشید دیوبندی نے مسئلہ تراویح میں اس کی روایت سے استدلال کیا۔

دیکھئے حدیث اور اہلحدیث (ص ۶۳۵) بحوالہ تاریخ جرجان (ص ۲۷۵)

۲: امین اوکاڑوی نے بھی اس مسئلہ میں استدلال کیا۔ (دیکھئے تجلیات صفحہ ۲۵۷/۳ سطر ۷)

۳: الیاس گھمن دیوبندی نے بھی اسی مسئلہ میں اس کی روایت سے استدلال کیا۔

دیکھئے ”قافلہ حق“ (جلد نمبر ۴ شمارہ ۳ ص ۶۲ سطر نمبر ۱۰)

امین اوکاڑوی نے مسئلہ طلاق میں بھی اس کی روایت سے استدلال کیا۔

دیکھئے تجلیات صفدر (۶۰۱/۲ ص ۸)

نیز مسئلہ طلاق میں ہی اسماعیل جھنگوی نے تحفہ اہل حدیث (ص ۹۰-۸۹) میں اور سرفراز صفدر نے عمدۃ الاثبات (ص ۶۹) میں اس کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

لیکن اسی راوی کی روایت اپنے خلاف ہونے کی صورت میں امین اوکاڑوی نے اس پر شدید جرح کی۔ دیکھئے تجلیات صفدر (۲۲۴/۳، ۲۹۳/۷)

آل دیوبند کے ”مفتی“ جمیل نذیری نے بھی شدید جرح کی۔ دیکھئے رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز (ص ۳۰۱)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے الحدیث حضور (۶ ص ۳۲-۳۵)

سرفراز صفدر نے بھی اسے کذاب تسلیم کیا۔ (تسکین الصدور ص ۳۵۸)

۵ جبارہ بن مغلس:

امین اوکاڑوی نے رفع یدین کو بدعت ثابت کرنے کے لئے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایت بحوالہ ابن عدی نقل کی ہے۔ (دیکھئے تجلیات صفدر ۲۷۳/۳ ص ۲۰)

انوار خورشید نے حدیث اور اہلحدیث (ص ۵۸۸) میں بھی اس کی روایت اپنی تائید میں نقل کی ہے، لیکن دوسری طرف سرفراز صفدر کی جرح کے لئے دیکھئے احسن الکلام (۲/۵۷، دوسرا نسخہ ۶۳/۲)

۶ یزید بن ابی زیاد: آل دیوبند مسئلہ ترک رفع یدین میں اس کی روایت سے اس استدلال کرتے ہیں۔ دیکھئے حدیث اور اہلحدیث (۳/۳۹۷)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایت میں، نیز دیگر بھی بہت سے دیوبندیوں نے اس کی روایت اپنی کتابوں میں بطور دلیل پیش کی ہے۔ مثلاً تقی عثمانی نے درس ترمذی (۲/۳۱) فیض احمد ملتانی نے نماز مدلل (ص ۱۳۰-۱۳۱ حوالہ ۲۹۷) جمیل احمد نذیری نے رسول اللہ ﷺ کا طریقہ نماز (ص ۱۸۳) اور عبد الحمید سواتی نے نماز مسنون (ص ۳۴۷) میں اس کی روایت سے استدلال کیا ہے، لیکن اشرف علی تھانوی نے

یزید بن ابی زیاد پر جرح کی ہے۔ (دیکھئے نشر الطیب... ص ۲۳۴)

”نماز پیغمبر ﷺ“ کے مصنف الیاس فیصل دیوبندی نے لکھا ہے:

”زیلعی فرماتے ہیں اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے اور وہ ضعیف ہے۔“ (ص ۸۵)

کیونکہ روایت جرابوں پر مسح سے متعلق تھی جو دیوبندی مسلک کے خلاف تھی۔

امین اوکاڑوی نے بھی یزید بن ابی زیاد کی روایت کو رد کرنے کے لئے لکھا ہے:

”طبرانی کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے اس نے وہما یہاں جو ربین کا لفظ ذکر کیا ہے“

(تجلیات صفحہ ۱۸۶/۲)

الیاس گھسن کے چہیتے عبد اللہ معتصم نے یزید بن ابی زیاد کی روایت کو رد کرتے ہوئے لکھا ہے: ”یہ حدیث بھی بطور حجت پیش نہیں کی جاسکی اس لئے کہ امام زلیعی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے اور وہ ضعیف ہے۔

(نصب الراية للزیلعی ج ۱ ص ۱۸۶-۱۸۵)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یزید ضعیف تھا۔ آخری عمر میں اس کی حالت بدل گئی تھی اور وہ شیعہ تھا (تقریب ج ۲ ص ۳۶۵)“ (قافلہ... جلد ۶ شمارہ ص ۲۵)

یعنی حنفی نے لکھا ہے: ”قلت: یزید بن ابی زیاد ضعیف“ میں نے کہا: یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے۔ (نخب الافکار فی تنقیح مہانی الاخبار فی شرح معانی الآثار ج ۴/۳ ص ۳۷۷)

[علی بن محمد حقانی سندھی دیوبندی نے جرابوں پر مسح کے سلسلے میں یزید بن ابی زیاد کو ضعیف کہا۔ (نبوی نماز مدلل سندھی ص ۱۶۹، یہ کتاب سندھی زبان میں ہے)

اور اسی کتاب میں ترک رفع یدین کی بحث میں اسی یزید بن ابی زیاد کو ثقہ اور سچا قرار دیا۔ (ص ۳۵۵)

دو غلط پالیسی اور دور بینی کی یہ انتہا ہے۔]

۷) عمر بن ہارون:

انوار خورشید دیوبندی نے مسئلہ تراویح میں اس کی روایت سے استدلال کیا۔



(حدیث اور اہلحدیث ص ۶۳۵، بحوالہ تاریخ جرجان ص ۲۷۵)

۲: اوکاڑوی نے بھی اس مسئلہ میں اس کی روایت سے استدلال کیا۔

(تجلیات صفحہ ۳/۲۵۷-۲۵۸)

۳: الیاس گھمن دیوبندی نے بھی اسی مسئلہ میں استدلال کیا۔

(قافلہ... جلد ۴ شمارہ ۳ ص ۶۲-۱۰)

لیکن دوسری طرف چونکہ اس کی روایت مخالف تھی تو امین اوکاڑوی نے اس روایت کو انتہائی ضعیف قرار دیا اور یوں جرح نقل کی: ”علامہ ذہبی اس حدیث کے راوی عمر بن ہارون کے بارے میں فرماتے ہیں اجمعوا علی ضعفه وقال النسائي مترك (تلخیص مستدرک ج ۱ ص ۲۳۲)“ (تجلیات صفحہ ۴/۲۳۲)

مزید جرح کے لئے دیکھئے (نصب الراية ۱/۳۵۱، ۳۵۵، ۴/۲۷۳)

۸) محمد بن عبد الرحمن ابن ابی لیلیٰ: انوار خورشید دیوبندی نے مسئلہ ترک رفع یدین میں استدلال کیا۔ (حدیث اور اہلحدیث ۷/۳۹۷)

تقی عثمانی نے ضعیف قرار دیا۔ (درس ترمذی ۲/۳۲)

مزید جرح کے لئے دیکھئے ادلہ کاملہ (ص ۴۲) تجلیات صفحہ ۳/۱۴۷-۱۴۸ (۴۵۳)

انور شاہ کشمیری دیوبندی نے بھی محمد ابن ابی لیلیٰ کو جمہور کے نزدیک ضعیف قرار دیا۔

دیکھئے فیض الباری (۳/۱۶۸)

امین اوکاڑوی نے بھی ضعیف کہا۔ (مجموعہ رسائل ۲/۱۶۳ نمبر ۳۹، تجلیات صفحہ ۴/۲۶۰)

یاد رہے کہ کتابت کی غلطی سے لیلیٰ یعلیٰ بن گیا ہے۔

طحاوی نے بھی کہا: ”مضطرب الحفظ جداً“ (مشکل الآثار ۳/۲۲۶)

۹) ام یحییٰ: ام یحییٰ کی ایک روایت سے انوار خورشید دیوبندی نے استدلال کیا۔

(حدیث اور اہلحدیث ص ۴۷۹ و مرد کی نماز میں فرق)

اوکاڑوی نے بھی اس مسئلہ میں استدلال کیا۔ (تجلیات صفحہ ۳/۳۵۰، مجموعہ رسائل ۱/۳۲۲)

امجد سعید دیوبندی نے بھی اسی مسئلہ میں استدلال کیا۔ (سیف حنفی ص ۲۱۴)
لیکن دوسرے مقام پر ام یحییٰ کی روایت کو رد کرنے کے لئے اوکاڑوی نے ”مجهولہ“
قرار دیا۔ (تجلیات صفحہ ۲/۲۲۶، مجموعہ رسائل ۱/۳۳۶)

سرفراز صفدر نے بھی ”مجهولہ“ کہا۔ (خزائن السنن ص ۳۳۸)
۱۰. عبدالرحمن بن زید بن اسلم:
انوار خورشید دیوبندی نے مسئلہ ترک قراءت خلف الامام میں استدلال کیا۔

(حدیث اور الہجدیث ص ۳۲۸)
لیکن سرفراز صفدر نے اس کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق نقل کیا۔
(تفہیم الخواطر ص ۳۵)

مزید جرح کے لئے دیکھئے آثار السنن (ص ۱۵۷) اور نصب الراية (۴/۱۳۰)
۱۱. عبدالرحمن بن اسحاق الواسطی:

انوار خورشید دیوبندی نے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے مسئلہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایت سے استدلال کیا۔ (حدیث اور الہجدیث ص ۲۷۷)
اس پر آل دیوبند اور ان کے اکابر کی جرح کے لئے دیکھئے السعایہ (۲/۱۵۶) آثار
السنن (ص ۷۷، دوسرا نسخہ ۹۱)، بذل المجہود (۲/۲۳) فتح الملہم (۲/۴۰) معارف السنن
(۲/۴۴۴) درس ترمذی (۲/۲۴) توضیح السنن (۱/۵۵۶) اور ادلہ کاملہ (ص ۵۵)

انور شاہ کاشمیری نے کہا: ”ان الواسطی ضعیف متفق علی ضعفه“ بے شک واسطی
ضعیف ہے، اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ (العرف الشذی ج ۱ ص ۷۶ سطر نمبر ۲۸)

۱۲. لیث بن ابی سلیم:

نماز وتر کی رفع یدین ثابت کرنے کے لئے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب
روایت کا غلط ترجمہ کر کے (دیکھئے جزء رفع یدین مترجم از حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ ص ۱۰۰)
آل دیوبند استدلال کرتے ہیں۔ انوار خورشید نے حدیث اور الہجدیث (ص ۵۸۱) میں

استدلال کیا۔ سرفراز صفدر نے خزائن السنن (ص ۴۱۶) میں استدلال کیا اور روایت کو صحیح بھی کہا۔

آل دیوبند کے ”شیخ الحدیث“ فیض احمد ملتانی نے بھی اسی مسئلہ میں استدلال کیا اور روایت کو صحیح کہا۔ (نماز مدلل ص ۱۸۰)

لیکن جب اس کی روایت دیوبندی مسلک کے خلاف دیکھی تو سرفراز صفدر دیوبندی نے شدید جرح کر کے ضعیف ثابت کیا۔ (احسن الکلام ۱/۱۲۸، دوسرا نسخہ ۲/۱۴۰)

تقی عثمانی نے درس ترمذی (۱/۲۳۳) میں، امین اوکاڑوی نے تجلیات صفدر (۵/۵۹) میں اور فقیر اللہ نے خاتمة الکلام (ص ۱۰۱) میں ضعیف قرار دیا۔

نیز دیکھئے نصب الراية (۳/۹۶ سطر آخری) ۱۳ کثیر بن عبد اللہ بن عمرو والعوفی: انوار خورشید نے ترک رفع یدین کے مسئلے

میں استدلال کیا۔ (حدیث اور اہلحدیث ۱۱/۳۹۷) سرفراز صفدر نے بھی استدلال کیا۔ (راہ سنت ص ۱۱۲ سطر ۱۲ تا ۱۳)

لیکن آل دیوبند کے پیرو مشاق نے نہایت ضعیف قرار دے کر جرح نقل کی ہے۔ (ترجمان احناف ص ۹۷)

سرفراز صفدر نے بھی جرح کی۔ (خزائن السنن ص ۴۳۱) ۱۴ عبد الرحمن بن زیاد بن النعمان افریقی:

آل دیوبند کے پیرو مشاق علی شاہ کی کتاب میں لکھا ہوا ہے:

”اعتراض تشہد کے بعد اگر جان بوجھ کر گوز مارے یا بات چیت کرے تو اس کی نماز پوری ہو جائے گی۔

جواب تمہارا یہ اعتراض ہدایہ پر نہیں۔ امام اعظم پر نہیں بلکہ رسول کریم ﷺ پر ہے کیونکہ اس مسئلہ کی سند حدیث میں موجود ہے۔“ (فقہ حنفی پر اعتراضات کے جوابات ۲۶۱)

اس کے بعد مشاق علی شاہ دیوبندی نے ص ۲۶۲ پر ایک روایت پیش کی ہے جس کی

سند میں عبدالرحمن بن زیاد بن النعمان فریق راوی ہے۔
سرفراز صفدر نے (خزان السنن ص ۶۱) میں اور تقی عثمانی دیوبندی نے (درس ترمذی
۲۶۰/۱) پر ضعیف قرار دیا۔

۱۵) ابراہیم بن عثمان واسطی: آل دیوبند مسئلہ تراویح میں اس کی روایت سے
استدلال کرتے ہیں۔ (حدیث اور اہلحدیث ص ۶۳۵)

اسی مسئلہ میں الیاس گھمن دیوبندی نے بھی استدلال کیا۔ (قافلہ حق جلد ۴ شمارہ ۳ ص ۶۳)
لیکن نماز جنازہ میں سورت پڑھنے کی ایک روایت میں بھی یہی راوی ہے، لہذا محمد
تقی عثمانی دیوبندی نے کہا: ”یہ ابراہیم بن عثمان کی وجہ سے ضعیف ہے۔“
(درس ترمذی ۳۰۴/۳)

اس راوی پر مزید جرح کے لئے دیکھئے الحدیث حضور (شمارہ نمبر ۶ ص ۳۵ تا ۳۸)
۱۶-۱۷) یحییٰ بن یعلیٰ السلمی اور ابو فروہ یزید بن سنان:
نماز جنازہ کی تکبیرات میں ترک رفع یدین کے مسئلہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف
منسوب ایک روایت سے انوار خورشید دیوبندی نے استدلال کیا ہے اور اس سند میں یہ
دونوں راوی موجود ہیں۔ (حدیث اور اہلحدیث ص ۸۵۷)

لیکن تقی عثمانی دیوبندی صاحب نے ان دونوں راویوں کو ضعیف تسلیم کیا۔

دیکھئے درس ترمذی (۳۴۱/۳)

۱۸) فضل بن السکن:

انوار خورشید نے نماز جنازہ کی تکبیرات میں ترک رفع یدین کے مسئلہ میں سیدنا ابن
عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب، اس راوی کی روایت سے استدلال کیا۔

(حدیث اور اہلحدیث ص ۸۵۷)

تقی عثمانی دیوبندی نے اس راوی کو مجہول قرار دیا۔ (درس ترمذی ۳۴۲/۳)

۱۹) حجاج بن ارطاة:



دہری اقامت کے مسئلہ میں انوار خورشید دیوبندی نے اس کی روایت سے استدلال کیا۔ (حدیث اور اہلحدیث ص ۲۶۵ روایت نمبر ۱۶)

اور اسی راوی کے بارے میں عبدالقدوس دیوبندی نے اپنے ”علامہ“ کوثری کا کلام یوں نقل کیا ہے: ”لوگوں کے سامنے ڈھینگس مارنے والا تھا“ (ابو حنیفہ کا عادلانہ دفاع ص ۳۶۳)

حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے اپنی کتاب نور الصباح میں حجاج بن ارطاة کو ضعیف، دلس، کثیر الخطاء اور متروک الحدیث قرار دیا۔ (ص ۲۲۴)

اور اسی کتاب میں اسی حجاج بن ارطاة کی روایت پیش کر کے اسے صحیح حدیث قرار دیا۔ (نور الصباح ص ۱۶۷-۱۶۸)

۲۰ ابن لہیعہ: ان کی روایت سے انوار خورشید دیوبندی نے میمون مکی کی روایت میں مسئلہ ترک رفع یدین میں استدلال کیا۔ (حدیث اور اہلحدیث ص ۴۱۰)

منیر احمد منور نے نماز عیدین کی تکبیرات میں رفع یدین کے مسئلہ میں استدلال کیا۔
(نماز عیدین کا خفی تحقیقی جائزہ ص ۳۳)

امین اوکاڑوی نے مسئلہ تقلید میں ایک روایت کا غلط ترجمہ کر کے استدلال کیا۔

(فتوحات صفدر/۲۶۵)

لیکن جب ان کی روایت نماز عیدین میں بارہ (۱۲) تکبیرات کے مسئلہ میں یعنی دیوبندی مذہب کے مخالف تھی تو منیر احمد منور نے اپنی مذکور کتاب میں ہی انھیں ضعیف قرار دیا۔ (نماز عیدین کا خفی تحقیقی جائزہ ص ۲۳)

تقی عثمانی نے (درس ترمذی ۲/۳۱۴) میں محمود عالم اوکاڑوی نے (فتوحات صفدر/۲۶۵ حاشیہ) میں اور امین اوکاڑوی نے جزء رفع یدین (مترجم ص ۳۵۲) میں ضعیف قرار دیا۔
قارئین کی دلچسپی کے لئے امین اوکاڑوی کے متضاد اقوال نقل کئے دیتا ہوں:

امین اوکاڑوی نے ایک جگہ لکھا ہے: ”یہ سند بالکل ضعیف ہے کیونکہ عبداللہ بن لہیعہ راوی ضعیف ہے“ (جزء رفع یدین مترجم اوکاڑوی ص ۳۰۵)

امین اوکاڑوی نے دوسری جگہ لکھا ہے: ”اور ابن لہیعہ حسن الحدیث ہیں“ (تجلیات صفحہ ۴/۱۴۰)
(۲۱) محمد بن اسحاق بن یسار:

جمہور کے نزدیک ثقہ راوی ہیں۔ دیکھئے الحدیث حضور (نمبر ۷ ص ۱۸)
محمد بن اسحاق کی روایات سے استدلال یا تعدیل کے لئے دیکھئے درس ترمذی (۳/۱۴۳۲، ۲۷۴/۱) حدیث اور اہلحدیث (۸۶۱) معارف الحدیث (۱۵۳/۳) تقلید کی شرعی
حیثیت (ص ۱۴۵) فضائل اعمال (ص ۵۰۳) تجلیات صفحہ (۵/۳۲۹) سیف حنفی از امجد
سعید (ص ۳۱۴) نماز مدلل (ص ۷۸) نماز پیغمبر ﷺ (ص ۱۰۵)
محمد بن اسحاق کی روایات کے رد یا جرح کے لئے دیکھئے فتوحات صفحہ (۳/۲۲۳)
احسن الکلام (۲/۷۷) اور سیف حنفی (ص ۱۵۷، از امجد سعید)

(۲۲) ابو اسحاق السبعی: انوار خورشید دیوبندی نے مسئلہ ترک قراءۃ خلف الامام میں
استدلال کیا۔ (حدیث اور اہل حدیث ص ۳۲۲)

یہ روایت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ سرفراز صفحہ نے بھی اسی مسئلہ
میں استدلال کیا۔ (احسن الکلام/۱، ۲۴۴، دوسرا نسخہ ۳۰۳، دسویں حدیث)
لیکن ان کی ایک روایت کسی بریلوی نے ”یا محمد“ (ﷺ) کے جواز پر پیش کی تو نور محمد
تونسوی دیوبندی نے تدلیس کی جرح کر کے اس روایت کو رد کر دیا۔
دیکھئے حقیقی نظریات صحابہؓ (ص ۳۵-۳۹)

امین اوکاڑوی نے بھی جرح کی ہے۔ دیکھئے تجلیات صفحہ (۳/۱۴۳)
نیز محمود عالم (نہے اوکاڑوی) نے بھی جرح کی ہے۔

دیکھئے فتوحات صفحہ (۱/۳۵۸، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۳۲۱ حاشیہ)

(۲۳) سفیان ثوری رحمہ اللہ کی معنعن روایت سے استدلال:

آل دیوبند نے مسئلہ ترک رفع یدین میں سفیان کی مدلس (معنعن) روایت سے
استدلال کیا۔ (حدیث اور اہل حدیث ص ۳۹۴)

دوسری طرف اس کی روایت مخالف ہونے کی صورت میں مدلس ہونے کا ذکر کیا۔
دیکھئے درس ترمذی (۵۲۱/۱) خزائن السنن (۳۲۷) مجموعہ رسائل (۳/۳۳۱) تجلیات صفدر
(۵/۴۷۰) تجلیات صفدر (۴/۱۱۴، طبع فیصل آباد) اور الجوہر النقی (۴/۲۶۲، ۸/۳۶۲)
مزید تفصیل کے لئے دیکھئے نور العینین ص ۲۲۸
۲۴) مکحول الشامی رحمہ اللہ:

کئی آل دیوبند نے امام مکحول کی روایت سے استدلال کیا یا ان کی تعریف کی۔ (دیکھئے درس
ترمذی ۳۱۲/۲، تجلیات صفدر ۳/۵۶۵، ۱۰۲/۶، ۱۱۵/۶، خفی تحقیقی جائزہ ص ۱۲، حدیث اور اہل حدیث ص ۸۴۴)
لیکن دوسری طرف الیاس گھمن کے چہیتے آصف لاہوری کے معاون مناظر نے مکحول رحمہ
اللہ کی روایت بھی رد کر دی اور گندی گالی بھی دی۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے الحدیث صفحہ ۷۹ ص ۴۹)
معاون مناظر کا نام ”ثناء اللہ“ دیوبندی ہے۔ (صح)

۲۶) اسامہ بن زید لیشی:

اسامہ بن زید لیشی جمہور کے نزدیک ثقہ راوی ہیں اور اسامہ بن زید العدوی ضعیف
ہے۔ امین اوکاڑوی نے اپنے ایک مخالف کے خلاف لکھا ہے: ”ایک حدیث کا انکار کرنے
کے لئے اسامہ بن زید اللیشی کو اسامہ بن زید العدوی قرار دے دیا۔ احادیث نبویہ کے انکار
کا یہ طریقہ ابھی تک منکرین حدیث کو بھی نہیں سوجھا کہ جہاں عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ
ﷺ کا لفظ آجائے وہاں عبد اللہ بن مسعود کی بجائے رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی قرار
دے کر حدیث کو ماننے سے انکار کر دیں۔“ (تجلیات صفدر ۳/۳۹۱)

اوکاڑوی نے دوسری جگہ لکھا ہے: ”... ایک حدیث کا انکار کرنے کے شوق میں اسامہ
بن زید اللیشی کو اسامہ بن زید العدوی بنایا، یہ محض سینہ زوری ہے۔ کاش! احناف کی ضد میں
یہ رسول دشمنی سے احتراز کرتے۔“ (تجلیات صفدر ۳/۵۰۲)

سرفراز صفدر نے بھی اسامہ بن زید لیشی کی روایت کو صحیح کہا۔ (حکم الذکر بالجہر ص ۴۴)
سرفراز صفدر نے اسامہ بن زید لیشی کے بارے میں کہا:



”اس کی حدیث حسن درجہ سے کم نہیں ہوتی“ (اخفاء الذکر ص ۶۶)
لیکن اسی راوی کی روایت جب دیوبندی مسلک کے خلاف تھی تو سرفراز صفدر نے رد کرنے کے لئے اس پر جرح نقل کی ہے۔

(دیکھئے احسن الکلام ۲/۱۳۹-۱۵۰، دوسرے نسخہ ۲/۱۶۳، مسئلہ قربانی ص ۳۶)
اب آل دیوبند کو چاہئے جرح کرنے والے دیوبندیوں پر بھی اوکاڑوی کے فتوے چسپاں کریں۔

(۲۶) ابو جعفر الرازی: مسئلہ تراویح میں انوار خورشید دیوبندی نے استدلال کیا۔
(حدیث اور اہل حدیث ص ۶۳۷-۶۳۸ روایت نمبر ۹)

الیاس گھمن نے مسئلہ تراویح میں استدلال کیا۔ (قافلہ... جلد نمبر ۴ شمارہ نمبر ۳ ص ۶۳)
لیکن ذکر یاد دیوبندی تبلیغی جماعت والے نے ضعیف کہا۔ (اوجز المسالک ۲/۱۲۳)
سرفراز صفدر دیوبندی نے بھی ضعیف کہا۔ (احسن الکلام ۲/۱۴۲، دوسرے نسخہ ۲/۱۵۵)
مزید جرح کے لئے دیکھئے آل دیوبند اور ان کے اکابر کے اقوال۔

(الحدیث حضور ۶ ص ۳۹-۴۰)
(۲۷) امام ابن جریج رحمہ اللہ: ان کے بارے میں بھی آل دیوبند کی پالیسی دوغلی ہے۔
تفصیل کے لئے دیکھئے الحدیث حضور (نمبر ۸۵ ص ۳۶ تا ۳۸)

نیز سرفراز صفدر صاحب نے بھی ابن جریج رحمہ اللہ کی بیان کردہ حدیث کو صحیح کہا۔
(سماع موثق ص ۲۹۴، حدیث سنن الترمذی: ۱۰۵۵)

حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے نور الصباح کے مقدمے میں ابن جریج پر سخت جرح کی۔ (طبع دوم ص ۱۸)

اور دوسری جگہ اسی ابن جریج کی روایت کو بطور حجت پیش کیا۔ (ص ۲۲)
بلکہ لکھا: ”ثقہ ہے مگر سخت قسم کا مدلس ہے...“ (نور الصباح ص ۲۲۲)
یہ دوغلی پالیسی کی انتہا ہے۔

(۲۸) امام حاکم رحمہ اللہ:

سرفراز صفدر نے انہیں ثقہ ثابت کیا۔ (احسن الکلام ۱۰۴/۱، دوسرا نسخہ ۱۳۳/۱)

ان کی ایک روایت مخالف ہونے کی صورت میں امین اوکاڑوی نے ان کے بارے میں لکھا ہے: ”حاکم غالی شیعہ ہے“ (تجلیات صفدر ۴۱۶/۱)

دوسری جگہ امام حاکم رحمہ اللہ کی کنیت کا حوالہ دے کر لکھا ہے:

”دوسرا راوی ابو عبد اللہ الحافظ را فضی خبیث ہے“ (تجلیات صفدر ۴۱۷/۱)

لیکن خود امین اوکاڑوی نے امام حاکم رحمہ اللہ کی روایات اپنی کتابوں میں لکھی ہیں۔

دیکھئے تجلیات صفدر (۳/۳۵۶-۳۵۷، ۵/۱۳۹، ۲/۵۸۷، ۳/۳۷۷)

سرفراز خان صفدر دیوبندی نے بریلویوں کے خلاف اپنی کتاب ”راہ سنت“ میں امام حاکم رحمہ اللہ کی روایات سے استدلال کیا ان کے حوالے پیش خدمت ہیں:

راہ سنت (ص ۲۴، ۲۵، ۳۳، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۷۳، ۷۵، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۳۳، ۱۵۶، ۱۵۹، ۲۹۹، ۳۰۱)

نیز دیکھئے مجذوبانہ و اولیاء (ص ۱۸۳)

(۲۹) قاضی شریک الکوئی:

امین اوکاڑوی نے ترک رفع یدین کے مسئلہ میں سیدنا واکل بن حجر رضی اللہ عنہ کی طرف

منسوب روایت جس کی سند میں قاضی شریک ہیں، سے استدلال کیا۔ (تجلیات صفدر ۲/۲۹۲)

فیض احمد ملتانی دیوبندی نے ”سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے پھر ہاتھ رکھے“ کے مسئلہ میں استدلال کیا۔ (نماز مدلل ص ۱۴۲)

جمیل احمد دیوبندی نے اسی مسئلہ میں استدلال کیا۔ (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نماز ص ۲۲۴)

صوفی عبدالحمید صواتی نے اسی مسئلہ میں استدلال کیا۔ (نماز مسنون ص ۳۶۰)

انوار خورشید دیوبندی نے اس کی روایت پیش کی۔ (حدیث اور اہلحدیث ۲۵۱ روایت نمبر ۲)

مسئلہ ترک رفع یدین میں آل دیوبند کے ”مفتی“ احمد ممتاز نے استدلال کیا۔

(آٹھ مسائل ص ۳۹ روایت نمبر ۹)

لیکن دوسری طرف سرفراز صفدر نے ان کی روایت دیوبندی مسلک کے خلاف ہونے کی وجہ سے شدید جرح کی ہے۔ (احسن الکلام ۲/۱۲۸، دوسرا نسخہ ۲/۱۴۰)

امجد سعید دیوبندی نے قاضی شریک کی روایت دیوبندی مسلک کے خلاف ہونے کی وجہ سے لکھا ہے: ”قاضی شریک صرف متکلم فیہ نہیں بلکہ مردود اور غیر مقبول بھی ہے“ (سیف خفی ص ۱۱۶)

۳۰) امام ابو قلابہ رحمہ اللہ:

سرفراز صفدر نے نماز کسوف کے مسئلہ میں امام ابو حنیفہ کی دلیل کے طور پر سب سے پہلے ابو قلابہ رحمہ اللہ کی روایت پیش کی۔ دیکھئے خزائن السنن (ص ۴۴۴) اور الکلام المفید (ص ۹۵) میں بھی ان کی تعریف کی ہے۔

انوار خورشید دیوبندی نے مسئلہ ترک قراءۃ خلف الامام میں امام ابو قلابہ رحمہ اللہ کی روایت پیش کی ہے۔ (حدیث اور اہل حدیث ص ۳۱۸ روایت نمبر ۴)

نیز سجدہ سہو کے مسئلہ میں بھی روایت پیش کی ہے۔ (حدیث اور اہل حدیث ص ۷۰۲ روایت نمبر ۵)

بلکہ خود اوکاڑوی نے ان کی روایات پیش کی ہیں۔

(تجلیات صفدر ۲/۳۷۲ چوتھی حدیث، فتوحات صفدر ۱/۲۹۷، ۳۱۰)

امام ابو قلابہ کی بات جب اوکاڑوی کی خواہش نفس کے مطابق تھی تو اوکاڑوی نے لکھا:

”حضرت ابو قلابہؒ“ (تجلیات صفدر ۱/۳۷۱)

ابوبکر غازی پوری نے لکھا ہے: ”ابو قلابہ محدث بصرہ... مشہور محدث بڑے زاہد“

(ارمغان ۱/۲۳۶)

قارئین کرام شروع میں بحوالہ نقل کر دیا گیا ہے کہ امین اوکاڑوی دیوبندی نے امام حاکم رحمہ اللہ اور امام ابو قلابہ رحمہ اللہ کی روایات پیش کرنے کی وجہ سے اہل حدیث کو شیعہ کی چوکھٹ پر سجدہ کرنے والا اور ناصبیوں کے پاؤں چاٹنے والے کہا تھا، لیکن خود یہ ان دونوں ائمہ کرام کی احادیث پیش کرتے ہیں اور بہت سے محدثین کے ساتھ ان کا یہی رویہ ہے جیسا

کہ آپ باحوالہ ملاحظہ فرما چکے ہیں، لیکن اس کے باوجود امین اوکاڑوی نے لکھا ہے:
”یہی حال ان نام نہاد اہلحدیثوں کا ہے، کوئی حدیث ان کی خواہش نفس کے مطابق ہو تو
بہت خوش ہوتے ہیں لیکن اگر کوئی حدیث ان کی خواہش نفس کے خلاف ہو تو اس حدیث کو
جھٹلانے میں یہود کو بھی مات کر دیتے ہیں۔“ (تجلیات صفحہ ۲/۲۳۷)

مذکورہ حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ اوکاڑوی کے تبصرے
کے مصداق آل دیوبند اور خود اوکاڑوی ہے۔

اوکاڑوی کے مذکورہ تبصرے پر تبصرے کے لئے دیکھئے الحدیث حضور (نمبر ۵۷ ص ۳۴)
راویوں کے بارے میں آل دیوبند کے یہ (۳۰) تیس متضاد اقوال مشتبہ از خوارے
پیش کئے گئے ہیں ورنہ آل دیوبند کے اس طرح کے متضاد اقوال کی فہرست بہت طویل
ہے، مثلاً: عمرو بن شعیب کی روایت سے استدلال آل دیوبند کے ”مولانا“ منیر احمد منور نے
”داڑھی کا وجوب اور مسنون مقدار“ کے مسئلہ میں سب سے پہلے عمرو بن شعیب رحمہ اللہ کی
روایت پیش کی ہے۔ (داڑھی کا وجوب اور مسنون مقدار ص ۱۲)

سرفراز صفدر نے بھی عمرو بن شعیب رحمہ اللہ کی روایات کو صحیح تسلیم کیا اور استدلال کیا
ہے۔ (دیکھئے خزائن السنن حاشیہ ص ۱۱۱، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰

اور اسی کتاب میں دوسری جگہ اسے بڑے ثقہ راویوں میں بھی شمار کیا۔

(اظہار التحسین ص ۱۵۰، دیکھئے القول الثمین فی الجہر باننا میں ص ۶۵)

میں اپنے مضمون کو اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ بعض اوقات آل دیوبند ثقہ راویوں پر غیر ثابت جرح اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ اپنے بھی بزرگوں کو (جنہیں یہ لوگ حضرت حضرت کہتے ہوئے نہیں تھکتے) نادان دوست کا کردار ادا کرتے ہوئے دنیا کے سامنے شرمندہ اور رسوا کر دیتے ہیں۔ مثلاً: امین اوکاڑوی دیوبندی نے رفع یدین کی بحث میں جمہور کے نزدیک ثقہ و صدوق راوی مشرح بن ہاعان پر جرح کرتے ہوئے لکھا ہے:

”.... کہ وہ (مشرح) حجاج کے اس لشکر میں تھا جس نے خانہ کعبہ شریف کا محاصرہ کر کے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پر مخینق سے پتھر پھینکے بلکہ آتشیں گولوں سے خانہ کعبہ شریف کے پردوں کو بھی جلا دیا (تھذیب ص ۱۵۵، ج ۱)....

اس لئے غیر مقلد صحابہ کرام کے دشمنوں اور کعبہ پاک کے دشمنوں کی روایات لیتے ہیں۔“

(تجلیات صفحہ ۲۷ ص ۱۳۱-۱۳۲)

مشرح کے خلاف یہ واقعہ جعلی اور بے اصل ہے۔ (دیکھئے نور العینین ص ۱۸۳، طبع جدید)

لیکن مسئلہ ختم نبوت میں مشرح بن ہاعان کی ایک منفرد روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہوتے۔

(سنن ترمذی: ۳۶۸۶، وقال: حسن غریب)

مذکور حدیث کو آل دیوبند کے ”محدث کبیر“ بدر عالم میرٹھی نے اپنی دلیل کے طور پر نقل کیا۔

(دیکھئے ختم نبوت ص ۵۵)

آل دیوبند کے ”مفتی“ اور ”شہید“ محمد یوسف لدھیانوی نے بھی اپنی دلیل کے

طور پر نقل کیا۔ (دیکھئے عقیدہ ختم نبوت مندرجہ تحفہ قادیانیت ص ۲۹ ج ۱)

لہذا اوکاڑوی کے نزدیک یہ دونوں (میرٹھی اور لدھیانوی) صحابہ کرام کے دشمن ثابت ہو گئے۔!

حافظ زبیر علی زئی

رسول اللہ ﷺ کی آخری زندگی کا عمل: رفع یدین

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الأمين ، أما بعد :
رسول اللہ ﷺ نماز میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے، یہ حدیث بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان فرمائی اور یہ حدیث متواتر ہے۔ ان صحابہ کرام میں سے پانچ صحابہ کی روایات مع تحقیق، تبصرہ و فوائد پیش خدمت ہیں جو نبی کریم ﷺ کی آخری زندگی میں آپ کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے اور آپ کی وفات کے وقت مدینہ طیبہ میں موجود تھے:

(۱) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”صلی بنا النبی ﷺ العشاء فی آخر حیاته فلما سلم قام...“ نبی ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری دور میں ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی، پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۱۶، کتاب العلم باب السمر باعلم، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۰ ح ۲۵۳)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی آخری زندگی میں آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری جب زیادہ ہو گئی تو آپ نے فرمایا: ابو بکر کو حکم دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ الخ (صحیح بخاری ۶۸۲) یہ بھی نبی ﷺ کی زندگی کے آخری دور اور آخری دنوں کا واقعہ ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”رأيتُ رسولَ الله ﷺ إذا قام في الصلوة رفع يديه حتى تكونا حذو منكبيه و كان يفعل ذلك حين يكبر للركوع و يفعل ذلك إذا رفع رأسه من الركوع...“

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے، رکوع کرتے وقت بھی آپ اسی طرح کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے تھے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ ج ۳ ص ۷۳۶، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۸ ج ۳ ص ۳۹۰، ترقیم دارالسلام: ۸۶۲ وعنده: إذا قام للصلاة)

راوی کا عمل: اب اس حدیث پر اسی حدیث کے راوی کا عمل پیش خدمت ہے:

۱: امام سالم بن عبد اللہ بن عمر رحمہ اللہ نے فرمایا: ”رأيت أبي يفعله“ میں نے اپنے والد (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) کو یہ کام (شروع نماز میں رفع یدین، رکوع کے وقت رفع یدین اور رکوع سے سر اٹھا کر رفع یدین) کرتے ہوئے دیکھا۔
(حدیث السراج ج ۲ ص ۳۴-۳۵ ج ۱۱۵، وسندہ صحیح)

۲: امام نافع رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز میں داخل ہوتے تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے تھے، جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو رفع یدین کرتے تھے... الخ

(صحیح بخاری: ۳۹۷ وسندہ صحیح، شرح السنۃ للبغوی ۳/۲۱ ج ۵ ص ۶۰ وقال: ”هذا الحديث صحيح“)

۳: محارب بن دثار رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، آپ جب نماز شروع کرتے تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے، جب رکوع کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے (تو رفع یدین کرتے تھے۔)

(جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۸، وسندہ صحیح)

۴: ابوالزبیر محمد بن مسلم بن تدرس المکی رحمہ اللہ نے فرمایا: ”رأيت ابن عمر و ابن الزبير يرفعان أيديهما إذا ركعا وإذا رفعاً“ میں نے ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، وہ رکوع کے وقت اور (رکوع سے) اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

(کتاب العلل للاثرم، بحوالہ التمهيد ۹/۲۱۷ وسندہ حسن)

یاد رہے کہ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد مدینے میں پیدا ہوئے تھے اور

آپ نبی کریم ﷺ کی آخری زندگی کے گواہ ہیں۔

ان صحیح و ثابت روایات کے مقابلے میں کسی ایک بھی صحیح یا حسن روایت کے ساتھ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ترک رفع یدین ثابت نہیں اور اس سلسلے میں حنفیہ کی پیش کردہ دونوں روایتیں ضعیف و مردود ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱: ابن فرقد: ”أخبرنا محمد بن أبان بن صالح عن عبد العزيز بن حكيم قال: رأيت ابن عمر يرفع يديه حذاء أذنيه في أول تكبيرة افتتاح الصلوة ولم يرفعهما فيما سوى ذلك.“ (موطأ ابن فرقد ۱/۱۴۰-۱۴۱ ح ۱۰۸، ط مکتبۃ البشرى کراچی)
اس روایت کی سند دو وجہ سے مردود ہے:

اول: ابن فرقد جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف و مجروح ہے۔

(دیکھئے تحقیق مقالات ۲/۳۴۱-۳۶۴)

دوم: محمد بن ابان بن صالح جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف و مجروح راوی ہے۔

(دیکھئے تحقیق مقالات ۳/۱۲۶)

۲: ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاہد الخ (شرح معانی الآثار ۱/۲۲۵، نصب الراية ۴۰۹/۱)
یہ روایت ابوبکر بن عیاش (صدوق حسن الحدیث وثقہ الجہور) کی غلطی اور وہم کی وجہ سے ضعیف ہے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: یہ باطل ہے۔ (مسائل احمد، روایۃ ابن بانی ۵۰/۱)
امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ابوبکر کی حصین سے روایت اس کا وہم ہے، اس روایت کی کوئی اصل نہیں۔ (جزء رفع الیدین للبخاری: ۱۶، نصب الراية ۳۹۲/۱)

امام دارقطنی نے فرمایا: ”قاله أبو بكر بن عياش عن حصين وهو وهم منه أو من حصين“ (العلل ج ۱۳ ص ۱۶، سوال ۲۹۰۲)

قاری ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ جو جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث ہیں، ان کے بارے میں ان کے شاگرد امام ابو نعیم الفضل بن دکین الکوفی رحمہ اللہ نے فرمایا: ”لم يكن من شيوخنا أكثر غلطاً من أبي بكر بن عياش“



ہمارے استادوں میں ابو بکر بن عیاش سے زیادہ غلطیاں کرنے والا کوئی نہیں تھا۔
(تاریخ بغداد ۸/۳۷۸ وسندہ صحیح)

امام ترمذی نے ایک جگہ فرمایا: ”و أبو بکر بن عیاش کثیر الغلط“
(سنن ترمذی: ۲۵۶۷)

ثابت ہوا کہ ابو بکر بن عیاش کی ترکِ رفع یدین والی روایت غلط، وہم اور ضعیف ہے
اور اُن کی باقی روایات (سوائے اس روایت کے جس پر خاص جرح ثابت ہو) حسن ہیں۔
راوی سے راوی یعنی تابعی کا عمل: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے درج ذیل شاگرد بھی رکوع
سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے:
۱: سالم بن عبد اللہ بن عمر رحمہ اللہ

(حدیث السراج ۲/۳۴-۳۵ ح ۱۱۵، وسندہ صحیح، جزء رفع الیدین للبخاری: ۶۲ وسندہ حسن)

۲: طاؤس بن کيسان رحمہ اللہ
(السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۷۴ وسندہ صحیح، الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع ۱/۱۱۸ ح ۱۰۱، من اجتزأ بالسمع
النازل مع کون الذی حدث عنه موجوداً، دوسرا نسخہ ۱/۱۷۵ ح ۱۰۴)

۳: سیدنا انس بن مالک الانصاری المدنی رضی اللہ عنہ
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جس بیماری میں فوت ہوئے،
اس (بیماری کے دنوں) میں ابو بکر (رضی اللہ عنہ) انھیں نماز پڑھاتے تھے، حتیٰ کہ سوموار کے دن
جب نماز میں صفیں قائم تھیں تو نبی ﷺ نے حجرے کا پردہ ہٹایا، آپ ہماری طرف دیکھ رہے
تھے... الخ

(صحیح بخاری: ۶۸۰ کتاب الاذان باب اہل العلم والفضل احق بالامۃ صحیح مسلم: ۴۱۹، ترقیم دارالسلام: ۹۴۴)
آپ اسی دن فوت ہو گئے تھے، لہذا ثابت ہوا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی
وفات کے دن بھی مدینہ طیبہ میں آپ کے قریب موجود تھے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے انس! کیا رسول اللہ ﷺ

(کی قبر) پر مٹی ڈالتے وقت تمہارے دل راضی تھے؟ (صحیح بخاری: ۴۴۶۲)

ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بھی انس رضی اللہ عنہ مدینے میں موجود تھے اور آپ کو حجرہ مطہرہ وروضۃ الجنتہ کی قبر میں دفن کرنے والوں میں شامل تھے، یعنی وہ آپ ﷺ کی آخری زندگی کے گواہ ہیں۔

امام ابو یعلیٰ الموصلی رحمہ اللہ نے فرمایا: ”حدثنا أبو بكر (بن أبي شيبة): حدثنا عبد الوهاب الثقفي عن حميد (الطويل) عن أنس قال: رأيت رسول الله ﷺ يرفع يديه إذا افتتح الصلاة و إذا ركع و إذا رفع رأسه من الركوع.“ انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے، جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ (مسند ابی یعلیٰ ۶/۳۲۲-۳۲۵ ح ۱۰۳۸، وسندہ صحیح)

حمید الطویل ثقہ مدلس ہیں لیکن سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اُن کی عن والی روایت بھی صحیح ہوتی ہے، لہذا یہاں تدلیس کا اعتراض کرنا غلط ہے۔ (دیکھئے تحقیق مقالات ۵/۲۱۵-۲۱۷)

راوی کا عمل:

۱: عاصم الاحول (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا، انس بن مالک نے جب نماز شروع کی تو تکبیر کہی اور رفع یدین کیا، آپ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھا کر رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۰، وسندہ صحیح)

۲: حمید الطویل (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ انس (رضی اللہ عنہ) جب نماز میں داخل ہوتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۵ ح ۲۳۳۳، وسندہ صحیح)

یاد رہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ترک رفع یدین ہرگز ثابت نہیں۔

۳) سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ جس بیماری میں فوت ہوئے، اس

میں لوگوں کو ابو بکر (الصدیق رضی اللہ عنہ) نمازیں پڑھاتے تھے اور جس دن آپ ﷺ فوت ہوئے اس دن بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تھی۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۶۸۰، صحیح مسلم: ۴۱۹، دارالسلام: ۹۴۴)

سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انھوں نے فرمایا:

میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ آپ نماز شروع کرتے وقت رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ (اسنن الکبریٰ للبیہقی ۳/۲ وقال: رواه ثقات، المہذب فی اختصار اسنن الکبیر للذہبی ۲/۲۹ ح ۱۹۴۳، وقال: رواه ثقات، التلخیص الحیر لابن حجر العسقلانی ۱/۲۱۹ ح ۳۲۸ وقال: "ورحاله ثقات" قلت: وسنده صحيح)

تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب: نور العینین (ص ۱۲۰-۱۲۱)

راوی کا عمل: سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ آپ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ (اسنن الکبریٰ للبیہقی ۳/۲ وسنده صحيح)

یاد رہے کہ سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے ترک رفع یدین قطعاً ثابت نہیں اور اس سلسلے میں محمد بن جابر الیمامی کی روایت اُس کے ضعیف و مجروح ہونے کی وجہ سے ضعیف و مردود ہے۔ محمد بن جابر کے بارے میں حافظ بیہقی نے فرمایا: "وهو ضعيف عند الجمهور" اور وہ جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔ (مجمع الزوائد ۵/۱۹۱)

۴) سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری زیادہ ہو گئی تو آپ نے فرمایا: ابو بکر کو حکم دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ الخ
پس آپ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے نبی ﷺ کی زندگی میں لوگوں کو نمازیں پڑھائیں۔

(صحیح بخاری: ۶۷۸، صحیح مسلم: ۴۲۰، دارالسلام: ۹۴۸)

سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی نماز بتائی تو رکوع سے پہلے اور

رکوع کے بعد رفع یدین کیا۔ (دیکھئے سنن دارقطنی ۲۹۲/۱ ح ۱۱۱۱، وسندہ صحیح، نورالعینین ص ۱۱۸-۱۱۹)
راوی کا عمل: حطان بن عبد اللہ الرقاشی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے
شروع نماز، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھا کر رفع یدین کیا۔
(سنن دارقطنی ۲۹۲/۱ ح ۱۱۱۱، ملخصاً وسندہ صحیح)

۵) سیدنا جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات سے
تین (دن) پہلے یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ کے ساتھ صرف حسن ظن کی حالت میں ہی تمہیں
موت آنی چاہئے۔ (صحیح مسلم: ۲۸۷۷، دارالسلام: ۷۲۲۹، ۷۲۳۱)
سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس بیماری میں،
جس میں آپ فوت ہوئے تھے کا غم منگوا یا تا کہ اپنی اُمت کے لئے کچھ تحریر لکھوا دیں، نہ تو
لوگ خود گمراہ ہوں اور نہ دوسروں کو گمراہ کریں۔ پھر جب گھر میں شور ہوا اور باتیں ہوئیں تو
عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے کلام کیا پھر نبی ﷺ نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔
(طبقات ابن سعد ۲/۲۲۳ وسندہ صحیح)

یعنی آخری دور میں تحریر لکھوانے والی حدیث منسوخ ہے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح
نماز پڑھتے ہوئے دیکھا یعنی آپ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین
کرتے تھے۔ (مسند السراج ص ۳۹ ح ۹۲ وسندہ حسن، دوسرا نسخہ ص ۶۲-۶۳، سنن ابن ماجہ: ۸۶۸)
راوی کا عمل: ابوالزبیر محمد بن مسلم بن تدرس المکی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے
دیکھا، جابر (رضی اللہ عنہ) شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔
(مسند السراج: ۹۲ وسندہ حسن)

ان کے علاوہ دیگر صحابہ کی روایات بھی موجود ہیں۔ مثلاً:

۱: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت مدینے میں موجود تھے، بلکہ اتنے

پریشان ہوئے تھے کہ انھیں آپ ﷺ کی وفات کا یقین نہیں آ رہا تھا اور بعد میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سمجھانے پر رجوع کیا اور تلوار پھینک دی۔

رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کے لئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث کے لئے دیکھئے شرح سنن الترمذی لابن سید الناس (مخطوط ۲/۲۱۷) نور العینین (ص ۱۹۵-۱۹۶) اور الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع (۱/۱۱۸ ح ۱۰۱)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اپنے عمل کے لئے دیکھئے الخلافيات للبيهقي (بحوالہ الفتح الشذی شرح جامع الترمذی لابن سید الناس الیعمری مطبوع ۴/۳۹۰)

یاد رہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ترک رفع یدین ثابت نہیں اور اس سلسلے میں بعض حنفیہ کی پیش کردہ روایت ابراہیم نخعی مدلس کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۲: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کے آخری دنوں کی احادیث بیان کیں۔ مثلاً دیکھئے صحیح بخاری (۴۴۳۲، ۴۴۳۳، ۴۴۴۴، ۴۴۵۴، ۴۴۵۵، ۴۴۵۷، ۵۴۷۸) اور طبقات ابن سعد (۲/۲۵۲ وسندہ حسن)

ابوحمرہ سے روایت ہے کہ میں نے (عبداللہ) بن عباس کو دیکھا۔ آپ شروع نماز، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھا کر رفع یدین کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ نسخہ محمد عوامہ ۲/۴۱۱ ح ۲۴۴۶، نسخہ جامعہ والحدید ان ۲/۶۳ ح ۲۴۴۳، جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۱)

درج ذیل کتابوں میں ابوحمرہ کے بجائے ابوجمرہ لکھا ہوا ہے:
مصنف ابن ابی شیبہ (ط ۱۹۶۶ م ج ۱ ص ۲۳۵ وفی هامشہ: ابوحمرہ) وبعض النسخ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے دو شاگرد درج ذیل ہیں:

۱: ابوحمرہ القصاب (تہذیب الکمال ۴/۱۷۸ قلمی ج ۲ ص ۶۹۹)

عمران بن ابی عطاء الاسدی مولاہم، الواسطی (تقریب التہذیب: ۵۱۶۲)

☆ صدوق وثقة الجمهور

۲: ابوجمرہ الضبعی (تہذیب الکمال قلمی ج ۲ ص ۶۹۹)

نصر بن عمران بن عصام البصری (تقریب التہذیب: ۷۱۲۲) ثقہ ثبت
یہاں ان دونوں میں پہلے راوی یعنی ابو حمزہ القصاب مراد ہیں، جس کی دو دلیلیں درج
ذیل ہیں:

اول: عمران بن ابی عطاء کے شاگردوں میں ہشیم اور ہشیم کے استادوں میں عمران بن ابی
عطاء کا نام ہے، جبکہ نصر بن عمران کے شاگردوں میں ہشیم یا ہشیم کے استادوں میں نصر بن
عمران کا نام نہیں ملا۔ دیکھئے تہذیب الکمال

دوم: مصنف عبدالرزاق (۲/۶۹ ح ۲۵۲۳ دوسرا نسخہ: ۲۵۲۶) میں ہشیم کی اسی روایت
میں ”ابو حمزہ مولیٰ بنی اسد“ کی صراحت ہے اور عمران بن ابی عطاء اسدی ہیں جبکہ نصر بن
عمران کا اسدی ہونا ثابت نہیں۔

لطفہ: دیوبندی قافلہ باطل کے ایک لکھاری شبیر احمد (دیوبندی) نے لکھا ہے:
”ابو حمزہ سے روایت ہے کہ...

اس سے غیر مقلدین کا ”مذہب“ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا، اس لیے کہ: 1: اس کی سند میں
ابو حمزہ (”ج“ کے ساتھ) مجہول ہے اس لیے سند صحیح نہیں۔ (نسخہ دہلی، اسوہ ص ۲۷)
افسوس کہ غیر مقلدین نے تحریف کر کے اس کو ابو حمزہ بنا دیا ہے۔ (جزء رفع یدین مترجم از
حضرت اکاڑوی: ص 279)“ (قافلہ... جلد ۶ شمارہ ۳ ص ۳۱)

عرض ہے کہ اہل حدیث نے تحریف نہیں کی بلکہ مصنف ابن ابی شیبہ کے کئی نسخوں میں
ابو حمزہ لکھا ہوا ہے اور باقی تفصیل ابھی گزر چکی ہے۔ محمد عوامہ (غالی حنفی تقلیدی) کے نسخے
میں بھی ابو حمزہ ہی ہے، لہذا اگر تحریف کا الزام لگانا ہے تو اپنے ”بزرگوں“ پر لگائیں۔ اگر اس
سند میں ابو حمزہ راوی ہیں تو پھر یہ سند بالکل صحیح ہے اور ابو حمزہ کو شبیر احمد جیسے جاہل شخص کا
”مجہول“ کہنا کیا حیثیت رکھتا ہے؟

اگر اس میں ابو حمزہ راوی ہیں تو یہ سند حسن لذاتہ ہے۔

کیا آل دیوبندیوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو شبیر احمد دیوبندی کو سمجھائے کہ جاہل

ہو کر ”مفتی“ بننے کی کوشش نہ کرو، ورنہ رسوائی اور ذلت کا بھانڈا عین چوک میں پھوٹ جائے گا اور ”بے عزتی“ مزید خراب ہو جائے گی۔

قارئین کرام! سیدنا مالک بن الحویرث اور سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہما کی احادیث بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زندگی پر ہی محمول ہیں۔

۳: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی نماز کے بارے میں فرماتے تھے: اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں بے شک تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتا ہوں، آپ کی یہی نماز تھی حتیٰ کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

(سنن نسائی: ۱۱۵۷، صحیح بخاری: ۸۰۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (رکوع کے لئے) جھکتے وقت اور ہر (رکوع سے) اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے اور فرماتے تھے: میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ ہوں۔ (المختصیات ۲/۱۳۹ ج ۱۲۲۹، وسندہ حسن)

یہ حدیث مرفوع بھی ہے اور موقوف بھی، نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں آیا ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ، رکوع کے لئے تکبیر کہتے وقت اور رکوع سے اٹھ کر رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۲، وسندہ صحیح)

اس روایت کو مد نظر رکھ کر اوپر والی روایت کی بریکٹوں میں رکوع کے لئے اور رکوع سے کا اضافہ کیا گیا ہے، کیونکہ حدیث حدیث کی تشریح کرتی ہے۔

ہم نے اس تحقیقی مضمون میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زندگی کا مشاہدہ کرنے والے صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والارفع یدین روایت کیا اور آپ کی وفات کے بعد ان صحابہ نے رفع یدین پر عمل کیا، جبکہ ترک رفع یدین یا نسخ رفع یدین کسی صحیح یا حسن لزامہ سند کے ساتھ نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ کسی صحابی سے ثابت ہے، لہذا بعض الناس کا رفع یدین کو متروک یا منسوخ قرار دینا غلط و باطل ہے۔ وما علینا إلا البلاغ (۱۳/شوال ۱۴۳۳ھ بمطابق ۱/ستمبر ۲۰۱۲ء)

فہرست مضامین ماہنامہ ”الاصباح“ ۲۰۱۲ء

شمارہ: ۹۲ جنوری ۲۰۱۲ء

صفحہ	صاحبِ مضمون	مضمون
قبل ص ۱	ابومعاذ	احسن الحديث / اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کریں
۲	حافظ زبیر علی زئی	فقہ الحديث
۵		کتاب کا جواب
۶	حافظ زبیر علی زئی	توضیح الاحکام / عورتوں کا قبرستان میں جانا؟ / مکان کی خریداری اور قرضہ؟
۱۰	ابوعبداللہ شعیب محمد	تکفیر و تعلیل ابن عربی اور شبہات حنیف قریشی
۲۵		شذرات الذہب
۲۶	حافظ زبیر علی زئی	جری طلاق واقع نہیں ہوتی
۳۵	حافظ زبیر علی زئی	کتاب سے استفادے کے اصول
۳۸	حافظ زبیر علی زئی	ابطال باطل (قسط نمبر ۱) / قافلہ باطل کے شبیر احمد دیوبندی کا وادیلا
۴۶		ایک تازہ تحریف
۴۷		سرفراز خان صفدر کے دفاع میں ناکامی
۴۸	حافظ زبیر علی زئی	شبیر احمد میرٹھی دیوبندی اور انکار حدیث
۴۹	حافظ زبیر علی زئی	کلمہ الحديث / خیر القرون اور رفیع الدین کا مسلسل عمل

شمارہ: ۹۳ فروری ۲۰۱۲ء

قبل ص ۱	ابومعاذ	احسن الحديث / زنا، فحاشی اور بے حیائی سے بچنا فرض ہے
۲	حافظ زبیر علی زئی	فقہ الحديث / ان چیزوں کا بیان جن سے وضو واجب ہوتا ہے
۵		حدیث و سنت اور عینی حقی
۶	حافظ زبیر علی زئی	توضیح الاحکام / جماعت المسلمین سے کیا مراد ہے؟

- ۱۱ مسئلہ رفع یدین اور مزاری دیوبندی کے شبہات حافظ زبیر علی زئی
- ۲۱ الجزء المفقود: تاملین کی زبانی ایک جائزہ/ ابو عبد اللہ شعیب محمد
- بعض علماء کا سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب حدیث بیان کرنا
- ۲۷ اوجھڑی حلال ہے
- ۲۸ آل دیوبند و آل بریلی نے بھی امام ابو حنیفہ کو چھوڑا ہے محمد زبیر صادق آبادی
- ۳۷ محمود بن اسحاق البخاری الخراسانی القواس رحمہ اللہ حافظ زبیر علی زئی
- ۴۹ کلمۃ الحدیث/ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور رفع یدین ابو معاذ

شمارہ: ۹۴، مارچ، اپریل ۲۰۱۲ء

- ۱ قبل ص/ احسن الحدیث/ مومن امانت دار اور وعدہ وفا ہوتا ہے ابو معاذ
- ۲ فقہ الحدیث حافظ زبیر علی زئی
- ۵ انوار الصحیفہ کی طبع دوم میں تعویلات جدیدہ ادارہ
- ۶ توضیح الاحکام/ حافظ زبیر علی زئی
- راقم الحروف کی طرف منسوب کتابیں اور شروط ثلاثہ/ نکاح سے پہلے فریقین کی شرائط/ جنات سے علاج/ جمع بین الصلا تین اور سنتیں؟
- ۱۲ ماسٹر امین اوکاڑوی کے سو (۱۰۰) جھوٹ محمد زبیر صادق آبادی
- ۵۵ آصف دیوبندی اور آل دیوبند کی شکست فاش حافظ زبیر علی زئی
- ۷۶ اعلان
- ۷۷ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی البخاری اور محدثین... حافظ زبیر علی زئی
- ۸۷ دیوبندی نماز اور موضوع و متروک روایات حافظ زبیر علی زئی
- ۹۸ کلمۃ الحدیث/ حافظ زبیر علی زئی
- الیاس گھمن دیوبندی کا امام ابو حنیفہ پر بہت بڑا بہتان
- ۱۰۰ امام اعظم کون؟ محمد زبیر صادق آبادی



اعلانات

۱۰۱

شماره: ۹۵، مئی، جون ۲۰۱۲ء

احسن الحدیث/ نمازوں کی حفاظت ابو معاذ قبل ص ۱

فقہ الحدیث ۲

توضیح الاحکام/ نماز تراویح کے بعض مسائل اور طریقہ وتر/ حافظ زبیر علی زئی ۶
حائضہ عورتیں اور مساجد میں آمد و رفت/ حج اور بیت اللہ کا طواف، نیز تنجیمی عمروں کا حکم/
پردیس میں تعزیت اموات/ مسلمان ہونے کی شرائط اور اہل قبلہ کی تکفیر/ عورتوں کا اپنے بال کٹوانا/
گناہ کا ارادہ اور عمل/ اہل حدیث کب سے ہیں اور دیوبندیہ و بریلویہ کا آغاز کب ہوا؟

حوالے ۲۷

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب حدیث اور... محمد زبیر صادق آبادی ۲۸

اعلانات ۵۵

تقلید شخصی کی حقیقت آل دیوبند کے اصولوں کی روشنی میں محمد زبیر صادق آبادی ۵۶

مسجد میں ذکر بالجہر اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ حافظ زبیر علی زئی ۷۶

ابو یعلیٰ عبداللہ بن عبد الرحمن بن یعلیٰ بن کعب الطائفی الثقفی حافظ زبیر علی زئی ۸۵

حوالے ۸۷

ابو حفص عبداللہ بن عیاش القصبانی المصری رحمہ اللہ حافظ زبیر علی زئی ۸۸

حوالے ۸۹

ساتویں دن کے بعد عقیقہ کرنا، جائز ہے حافظ زبیر علی زئی ۹۰

کلمہ الحدیث/ تدلیس اور طبقات المدلسین حافظ زبیر علی زئی ۹۷

شماره: ۹۶ جولائی ۲۰۱۲ء

احسن الحدیث/ جنت کے وارثین کون ہیں؟ ابو معاذ قبل ص ۱

فقہ الحدیث ۲ حافظ زبیر علی زئی

- ۱۰ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ ابو معاذ حافظ زبیر علی زئی
- ۱۱ توضیح الاحکام/ کیا شادی کرنے سے غربت دور ہو جاتی ہے؟ / حافظ زبیر علی زئی
- دعا میں صیغہ بدلنا کیسا؟ / جھوٹی قسم کا کفارہ / رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک اور حیات برزخہ
- ۱۷ امام ابن ماجہ القزوينی رحمہ اللہ حافظ زبیر علی زئی
- ۲۲ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے صحیح ہونے پر اجماع
- ۲۳ آل دیوبند اور تنقیص آئمہ رحمہم اللہ محمد زبیر صادق آبادی
- ۴۷ امتیاز حسین کاظمی بریلوی کا صحیح مسلم پر افتراء حافظ زبیر علی زئی
- ۴۹ کلمۃ الحدیث / طلاق دینا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے حافظ زبیر علی زئی

شمارہ: ۹۷ اگست ۲۰۱۲ء

- ۱ احسن الحدیث / انسان کی پیدائش ابو معاذ قبل ص ۱
- ۲ فقہ الحدیث حافظ زبیر علی زئی
- ۷ توضیح الاحکام / شب معراج اور بیت المقدس کا کھلا دروازہ؟ / حافظ زبیر علی زئی
- میت دفن کرنے کے بعد کوئی تلقین ثابت نہیں
- ۱۳ ایک ہی مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کے مختلف اقوال محمد زبیر صادق آبادی
- ۲۳ نقل عبارت میں دیانتداری شرط ہے حافظ ندیم ظہیر
- ۲۴ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کوئی صحیفہ نہیں جلایا تھا (قسط نمبر ۲) محمد زبیر صادق آبادی
- ۳۵ امام ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الابار رحمہ اللہ حافظ زبیر علی زئی
- ۴۴ ظہور احمد دیوبندی کا ایک بہت بڑا جھوٹ حافظ زبیر علی زئی
- ۴۷ آنکھیں ہیں اگر بند تو پھر دن بھی رات ہے! حافظ زبیر علی زئی
- ۴۹ کلمۃ الحدیث / سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ حافظ زبیر علی زئی

شمارہ: ۹۸ ستمبر ۲۰۱۲ء

- ۱ احسن الحدیث / انسان کا آغاز و انجام ابو معاذ قبل ص ۱

- فقہ الحدیث ۲ حافظ زبیر علی زئی
- توضیح الاحکام/ دیوبندی عقائد کا مختصر تحقیقی جائزہ ۵ حافظ زبیر علی زئی
- ظہور احمد کی دس (۱۰) دورِ خیال اور دو غلی پالیسیاں ۱۵ حافظ زبیر علی زئی
- آل دیوبند کے غلط حوالے ۳۱ محمد زبیر صادق آبادی
- سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا سورۃ فاتحہ کے متعلق ایک اثر اور آل دیوبند
- ۴۰ محمد زبیر صادق آبادی
- آل دیوبند اور کوا ۴۷ محمد زبیر صادق آبادی
- کلمۃ الحدیث/ توہین آمیز فلمیں اور ڈرامے ۴۹ حافظ زبیر علی زئی

شمارہ: ۹۹ اکتوبر ۲۰۱۲ء

- احسن الحدیث/ تخلیق کا شاہکار ابو معاذ ۱ قبل ص ۱
- فقہ الحدیث ۲ حافظ زبیر علی زئی
- توضیح الاحکام/ ۸ حافظ زبیر علی زئی
- بسم اللہ جبراً و سرّاً پڑھنا اور صحیح مسلم کی ایک حدیث کا دفاع/
- سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اور صحیح مسلم کی ایک حدیث کا دفاع
- جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ و صدوق راویوں پر ظہور احمد... ۲۰ حافظ زبیر علی زئی
- سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ اور مسئلہ فاتحہ خلف الامام ۳۸ محمد زبیر صادق آبادی
- کلمۃ الحدیث/ ۴۹ حافظ زبیر علی زئی
- سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے پیدا کیا

(تنبیہ: دسمبر ۲۰۱۲ء (الحديث: ۱۰۰) کی فہرست کے لئے دیکھئے یہی شمارہ (ص ۱))

اعلان: ماہنامہ الحدیث حضور: ۹۹ کے احسن الحدیث (قبل ص ۱) میں کمپوزر یا پروف ریڈر کی غلطی سے ﴿خَلَقًا آخَرَ ط﴾ غلط (یعنی لام کی زبر کے ساتھ) چھپ گیا ہے، جس پر ہم اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے ہیں۔ (ادارہ مکتبۃ الحدیث حضور)

اشاعت الحدیث حضور کا سوواں شمارہ (۱۰۰)

- الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الأمين، أما بعد:
- ماہنامہ الحدیث حضور کا پہلا شمارہ جون ۲۰۰۴ء میں شائع ہوا تھا اور شمارہ نمبر ۳۳ میں ”ہمارا عزم“ کے عنوان سے درج ذیل مقاصد کا اعلان کیا گیا تھا:
- ۱: ”قرآن وحدیث اور اجماع کی برتری
 - ۲: سلف صالحین کے متفقہ فہم کا پرچار
 - ۳: صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین اور تمام ائمہ کرام سے محبت
 - ۴: صحیح حسن روایات سے استدلال اور ضعیف و مردود روایات سے کلی اجتناب
 - ۵: اتباع کتاب وسنت کی طرف والہانہ دعوت
 - ۶: علمی، تحقیقی و معلوماتی مضامین اور انتہائی شائستہ زبان
 - ۷: مخالفین کتاب وسنت اور اہل باطل پر علم و متانت کے ساتھ بہترین و بادل ل رد
 - ۸: اصول حدیث اور اسماء الرجال کو مد نظر رکھتے ہوئے اشاعت الحدیث
 - ۹: دین اسلام اور مسلک اہل الحدیث کا دفاع
 - ۱۰: قرآن وسنت کے ذریعے سے اتحاد امت کی طرف دعوت“

ہم نے تقریباً ساڑھے آٹھ سالہ دور میں اپنا عزم سچا کر دکھایا اور جہاں بھی غلطی یا تسامح کا ظہور ہوا تو علانیہ رجوع کیا، اور یہی ہمارا منہج و طرز عمل ہے۔ ماہنامہ الحدیث اصل میں اشاعت الحدیث، دعوت الحدیث اور دفاع حدیث ہے۔ میں اس سلسلے میں محترم حافظ ندیم ظہیر، محترم محمد سرور عاصم، محترم حافظ عباد فیصل آبادی، محترم محمد زبیر صادق آبادی اور محترم حافظ شیر محمد وغیرہم حفظہم اللہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اس عظیم کام میں ہر ممکن تعاون فرمایا۔ جزاھم اللہ خیراً۔ (۱۹/ ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ بمطابق ۶/ اکتوبر ۲۰۱۲ء)

ہر شخص نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَمَيِّتُونَ ۖ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ تُبْعَثُونَ﴾
پھر تم (سب) اس کے بعد ضرور مر جاؤ گے، پھر تم قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔ (البقرہ: ۱۵-۱۶)

فقہ القبر آ۱۵

۱: ہر انسان اور ذی روح جان پر آخر مقرر وقت پر موت کا آنا برحق ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

(آل عمران: ۱۸۵، الانبیاء: ۳۵)

اس قاعدے سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں۔ ﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِنَّ مِثَّ فَهْمُ الْخُلْدُونَ﴾ اور ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کے لئے ہمیشہ کی زندگی نہیں بنائی، پس اگر آپ فوت ہو جائیں گے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے؟ (الانبیاء: ۳۴)
بلکہ، ایک مقام پر فرمایا: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَ إِنَّهُمْ مَيِّتُونَ﴾ بے شک آپ پر موت آنے والی ہے اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔ (الزمر: ۳۰)

۲: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! اگر محمد (ﷺ) تمہارے معبود و خدا تھے جن کی تم عبادت کرتے تھے تو تمہارا خدا مر گیا ہے اور اگر تمہارا معبود وہ ہے جو آسمان پر ہے تو بے شک تمہارا معبود نہیں مرا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۴/۵۵۳ ح ۱۰۷۳۷ و سندہ صحیح، البحر الزخار یعنی مسند الزہری ۱/۱۸۳ ح ۱۰۳)

۳: سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اس وقت آسمانوں پر زندہ ہیں لیکن قیامت سے پہلے وہ آسمان سے نازل ہوں گے اور ان پر موت آئے گی۔ (مسند احمد ۲/۴۳۷ ح ۹۶۳۰ و سندہ صحیح)

تفصیل کے لئے دیکھئے تحقیقی مقالات (۱۳۱-۸۳/۱)